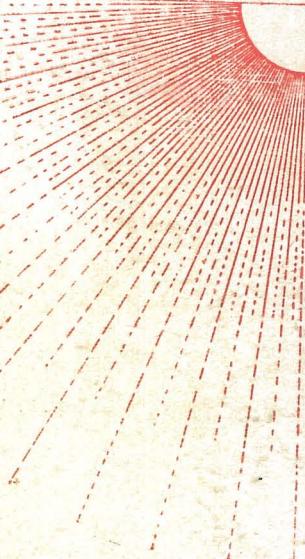


Registered No. L. 2650.

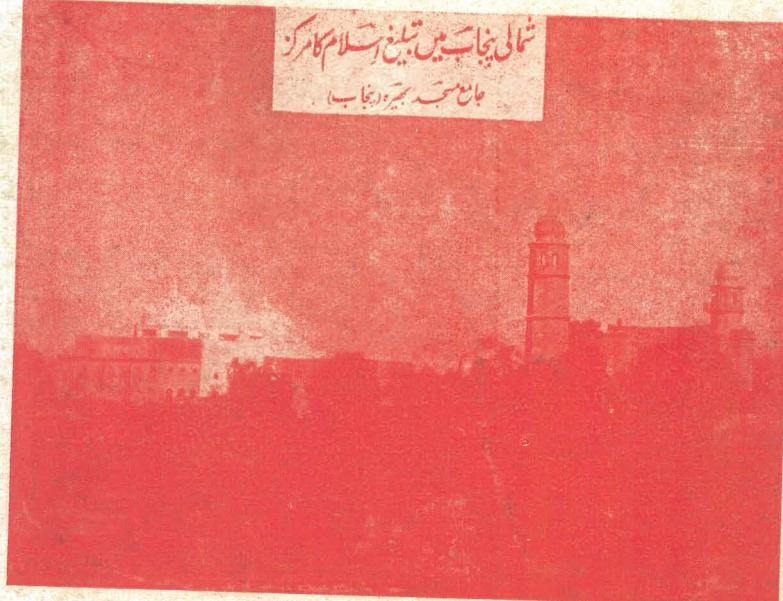
SEPTEMBER 1936

شمس الامان



شمالی بھاگ میں تبلیغ اسلام کا کارک

جام سب سے بڑی رجایا



SHAMS-UL-ISLAM [MONTHLY]

BHERA.
PUNJAB.

بیانگار اعلیٰ حضرتِ ارشادِ اطراقیت قوہ الائین بنہ الکاریں اللہ عزیز دلخواہ جمل نکر بُوئی خداوند میر

بایا حضرت میں المیغیرین لاہ محدث نصیر الدین بگی حضرت اللہ عزیز حسیری کیس اگیا

مسجد ایسا

حرث الانتصار بھیرہ (پنجاب)

واللہ کے دین کے مدگاروں کا گروہ

اغراض و مقاصد - را، اندوں و پیرنی حملوں سے اسلام کا خفیط تبلیغ و اشاعتِ اسلام۔

را، مہما شمسِ اسلام کا اجراء رہا، دارالعلوم عمرزیر جامع مسجد بھیرہ جو اپنے مختلف طرقیہ کار شبیری نصباب التحجیل نیصاب اتمکیل دارالمبلغین عربک کامیج تعلیم القرآن کے ذریعہ اسلام کی بہترین خدمت انجام فے رہے رہے دس مبلغین کے ذریعے ملکے طولی عرضی میں اسلامی زندگی پیدا کی جا رہی ہے (۱) سالانہ عظیم الشان کافر فرنس (۲) امیر حزب الانتصار کا مبلغین کے ہمراہ سالانہ ملینی ڈولہ رہیم خانہ ری کتب خانہ رہ، جامع مسجد بھیرہ کی مرمت و تعمیر۔

جسریدہ کے قواعد و ضوابط

۱۔ جو صاحب حزب الانتصار بھیرہ کو کم پاچ روپے مانند عطا فرمائیں گے وہ سروپت منتصور ہوں ایسے جبا کے نام جو یہ سلام میں بھیتی شائع ہوا کر دیتے ایسے حضرات کی سفارش پر خاں امامان مساجد عربیا طلباء کے نام جزیدہ بلا محاوض جانکی کیا جائیگا۔ پاچ روپیہ سے کم اور ایک روپیہ سے زیادہ جو صاحب مانند عطا فرمائیں گے وہ مخالفین میں شمار ہوئے۔ اور ان کی سفارش پر بیس امام مساجد عربیا یا انفلس طلباء کے نام رسالہ جا رہی کیا جائیگا اور مخالفین کے اسماء بھی شکریہ کے ساتھ جسریدہ میں درج کئے جائیں گے۔

۲۔ رکان حزب الانتصار کے نام جزیدہ غرفت بھیجا جاتا ہے جنڈہ نکلنے کم رکم جا رہا، ہمارا نامن روپیہ لامن مقرر ہے۔

۳۔ عام حنڈہ سالانہ بھیم اڈیٹوریو میرے مقرر ہے۔ نوونہ کا پرچمین آنہ کے کمٹ موصول ہوئے پر بھیجا جائیے۔

۴۔ دسالیں تکریزی ہام کے پہلے عشرہ میں بذریعہ دارک بھیجا جاتا ہے۔ اکثر رسائل راستہ میں مخف ہو جاتے ہیں جس صاحب کی بھیتی کی ۵۰ تاریخ میں سالانہ میں انکی طرف کراطلاع موصول ہوتے پر دوبارہ بھیجا جاتا ہے اطلاع نہ ہئے کی صورت میں ذفر ذمہ دارہ سوچا جمل خط و کتابت و تریل زرباتم فتح سالہ مسیح سالہ مسیح (پنجاب) ہوئی چاہیے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شمسُ الدّلَام

سالانہ چندہ

ملکتِ نبی مصطفیٰ علیہ السلام

مقام اشاعت

جامع مسجد بھیرہ (پنجاب)

جلدے بابت ستمبر ۱۹۷۶ء ام طابق ما حمادی الشَّفَنی ۱۳۹۵ھ نمبر ۹

نمبر	فہرست مضامین	نمبر
۱	فریاد	۱
۲	معارف قرآن	۲
۳	حکمت و موعظة	۳
۴	تصوف و اخلاق	۴
۵	تاریخ و عہد	۵
۶	باب الفقہ	۶
۷	سیدنا امام اعظم	۷
۸	بنگش اور کلب علی کی آٹھویں ملاقات	۸
۹	زار کی حالت زار	۹
۱۰	توہنی سیچ ربانی	۱۰
۱۱	ایک شیعیہ مولوی کا وعظ	۱۱
۱۲	میرزا تادیان کی علمی تابیت	۱۲
۱۳	لعلقان فارغہ دوام عزیزیہ	۱۳

فرماد بحسب صور کار و عالم صلے اللہ علیہ وسلم

ظاہر دل اب تک اوجھل نہیں سوئے جواز تابکے باقی رہیگا یونہی تیرا سوز و ساز
پل کے کہنے پنے آفے تو نینے دل کا راز باجرائے روز غم او حال شبٹئے دواز
گھنٹے خضراء کی جانب جلد اٹھ پرواد کر
آشکارا لپٹے غم سائے دلی کاراز کر

پہلے کہنا با ادب بیمارافت کاسلام مفسن فنادر و قفت ظلم و غربت کاسلام
بیکس و بے آشنا پڑھیں و غلطت کاسلام جاں بلطف ظلم اور ناچار امت کاسلام
پھریہ کہنا جاں بلب ہے آج امت آپ کی
جو شہیں کس وقت پھرائیں گی رحمت آپ کی

ہم سنانے تیرے در پر آئے ہیں غم کا بیان بنتلائے گئی دل ہے اور انہیں خونفشار
دیکھئے بلشد ثاہاب تو حوال بیکساں یونکہ ہم وقف بلا ہیں الاماں صد الاماں
و دیکھئے ہم کیا سمجھئے پہلے امداب کیا ہو گئے
آہ ساماں فنا ہرست پیدا ہو گئے

کون جاؤں کو فدا کرتا تھا تیرے نام پر کون دشمن کو دعا دیتا رہا دشنام پر
کون اپناسہ جھیکتا تھا تیرے کے احکام پر گردنیں کس نے کٹاویں بارہا اسلام پر
کارنائے جن کے تھے دنیا میں روشن تھے ہمیں
موم ہو جاتا تھا جن کے ڈر سے آہن تھے ہمیں

یا وہ دن تھے عرش پر تا فرش تھا زیر نگین اپنے رفت کے مقابل سر نگوں چھٹے بیں
ما تقدیں تھا لپنے روم و شام و سحر و نہد و میں سارا عالم تھا مسکان اور ایک ہم تھا مکین
ہم جہاں پوسنے بلا بھی ٹل گئی آئی ہوئی
پہنچنی کفر اور طامتہ کی گھٹا چھپائی ہوئی
آب تھا اس تم کا نہ ہو وہیت شیریت کا پٹھتا تھا زمانہ نہ ٹوکریتے

چشم عالم تھی منور اپنی ہی تنوریے ! اپنی کوئی بات بھی خالی نہ تھی تا شیرے
سینکڑوں دیرانے قدموں کے گستاخ بن گئے
یہ صداقت تھی کہ کافر بھی مسلمان بن گئے

تھے ہمیں یہ بوجیہ اور علی ہفت الدعڑہ گلشنِ اسلام کا شاداب جن سے تھا شجر
تاج شاہی بھی ہلکے ہی تھا اک دین زیبہ نورِ اسلام کی تھا اپنی صورتوں میں جلوہ گر
مبلغ صدق و صفائی دل و حیا ہم ہی تو تھے

تھی تجاعت بھن کے قدموں پر فدا ہم ہی تو تھے

تھا جہاں میں بلٹے توحید کون اپنے سوا دین حتی پر کون جانیں اپنی کرتا تھا فدا
تھی اکھیری کسی نے اس عالم سے بُنیا وجفا تھا کسے خوشنود گئی رب کا پر وادہ ملا
شیعہ دوستے دین حلقفانی کا پروانہ تھا کون
آپ کا دنیا میں کہے اور دیوانہ تھے کون

نام تھی کا لینے والے اک سداں تھے ہمیں ہاں میلیح جملہ احکامات قہ آئتے ہمیں
واقف اسرائیل اپنے اور نہایاں تھے ہمیں پیغ تو پیہے دین پرسو جاں قربان تھوڑی ہمیں
دادی خاریخیں ڈالن تھتھے گلشن زار تھا

اسماں بھی اپنے آگے خاک بے مقدار تھا

کون تھا اپنا مقابل عزت و توقیر میں اس قدر سہیت تھی کس کے فرہہ تبیریں
تھی روانی اس قدر کس پتھ کی تمشیر میں قوت خاراشگانی اور تھی کس تیریں
آہ رونا ب تھے اس میں کچھ باقی نہیں

آج بیخانہ دی ہی ہے خشم نہیں ساقی نہیں

لٹ گیا چارگی میں اپنا سارا کارواں ہے زمیں بھی آج شتن اور مخالف اسماں
ذئنِ ایمان و جہاں اپنا ہے اب راجہاں لوٹ آتی ہے چکار عرش تک اپنی فغاں

جو ہر عالم وہنرا اپنا تھا جو کچھ لمٹ گیا

سامنہ اک ایساں تھا آہ وہ بھی چھٹ گیا

اب علی باقی ہمیں اور نہ یا قی ہیں عمر شافعی و بخطیفہ اور نہ ماکڑ کی خبر
کھو گیا انہوں جو کچھ اپنا تھا عالم وہنرا خل ہے اسلام کا اب خلک بے برگ و غر

آفتاب چرخ رفت اپنا پہاں ہو گی
یعنی اسلام کے مٹ جانے کا سامان ہو گیا

اب نقا کا لپتے عالم میں نہیں سامان کوئی
اپنا سینہ حپھڑ کر جاتا نہیں پکایا کوئی
منہ چھپائے تک کواب ملتا نہیں مل کر
عزتِ اسلام سلم اب خدا کے ہاتھ سر
اب غایثت اپنے خون رضبا کے ہاتھ ہے

زخمِ عالم علی عقولِ دنیا ہے ابِ اسلام پر
دشمنی ہونے لگی اللہ کے سفارت
کامِ دنیا کے روای ہونے لگے امام پر
حیف ہے سلم بھی کٹ مرنے لگے ابِ امام پر
خاب جو ہر در دلی وہ دشمنِ جہاں ہو گیا
کیونکہ اپنا آپ شیرازہ پریشان ہو گیا

عالمانِ علم کی اگلی سی حالت اب نہیں وہ عمل وہ جوش وہ اخلاص نیت اب نہیں
قول پر بھی ان کے وہ اگلی صداقت اب نہیں خود اپنی کے ہاتھ میں اٹکی وہ عزت اب نہیں
چرخِ عالمت سے چلے آئے وہ فرشِ خاک پر
پھر بھی اپنے کو سمجھتے ہیں کہ ہیں افلک پر

قوم کی بربادیوں سے دل نہیں ان کے کتاب پوچھنے پر شکوہ نقدیر ہے اس کا جواب
پھو کرے احکام میں اُنکے تواناں ہتھ اڑکے آپس میں ہی ٹھیک تھے ہیں اپنی خبر
جنگ میں تحریر اور دشمن کے ہی خود تباہ
پڑتی ہے جانوں پر ان کے سبب لہاؤں کی آہ

ہر گئے کچھ زالِ دنیا کی ادائیں پر شکار کرتے ہیں خود کوئی تہذیب والوں میں شمار
کچھ شعوار دین ان میں ہی نہیں تھیت ہے نہ عمار عالمانِ دینِ حق پر کھاے بیٹھے ہیں اُنہار
اُن کا ذہب بھی نہ لایا ہے خدا بھی ہے نیا
ان کی دنیا اور ہے ارض و سما بھی ہے نیا

یاسِ نہبہ میں مٹکے ہے نہ پاکس آبرہ ہے خدا سے لفت اور ہے ہاتھ میں جامِ سبو
شکوہ اسلام کو نہ ہو گئی ہے اُن کی خو اس طرح اپنی جماعت میں بنے ہیں خشید
کام اُن کو کچھ حدیثوں سے نہ ہے قرآن سے

خدا کھاتے بیٹھیں وہ دین اور ایمان سے

ہم میں کچھ صوفی بھی ہیں الام زمہبے نفور قلبے لم جن کے ہاتھوں اور بھی ہے چور چور
بپیج چہل اونچوت مختذل کرو قرود ہیں لگوا پر عامل اور لالہ فوادے دُور دُکھ

نعرہ ہو اور اللہ اللہ ہے دری زبان

آن کے چندے میں نہار دیں ہیں خوشی پر جوان

خرق عادت ہیں کھاتے اور کہیں جاہ جبال اس طبق پرلوٹ لے جاتے ہیں وہ مسلم کا مال

چوڑم اور دل کہے آن کے نئے ہے سب لال خوف کی چند کا ہے اور نہ دنیا کا حیال

جن کے چندے میں پھستے ہیں کبھی ایب میں

جاتی ہے لم کی دولت پوہنچی آن کی جیپ میں

قومِ مسلم میں وہ اگلی سی محبت اب نہیں بھائیوں میں باپ بیٹے میں محبت اب نہیں

غیرت و خود داری و شیر و محبت اب نہیں امتیاز خاص یعنی وہ انحصار اب نہیں

جو ہر قابل پوہنچے تھا وہ اب منقوص ہے

ہاں گمراہ چہل و نخوت آج یعنی موجود ہے

درستے مسلم کی سلیمان و شوکت میٹ گئی پوچھ دنہ دنیا سے مان کی وہ حکومت میٹ گئی

آن کی قوت، انکی حکمت آن کی دولت میٹ گئی یعنی دنیا سے مسلمانوں کی فرقہ میٹ گئی

آن کی بربادی کا سامان غربے تاشق ہے

آہ! ایا اب مسلمانوں کا بالکل غرق ہے

دشمنوں کا ہر طرف سے اُن پر مسلمہ ہو گیا وقت اب رسول اللہ عالم کا شاہ ہا ہو گیا

تھا نہ جس سامان کا شک وہ بھی پیدا ہو گیا پہنچوں خود محیرت ہے یہ کیسا ہو گیا

حال مسلم و میھک سارا جہاں حیرت میں ہے

یہ تباہی دیکھ کر خود اسماں حیرت میں ہے

تپری اُمت اب جہاں میں ہر طرف پہاڑ ہے اور دن کوئن پاؤں کے خیز بیٹھے

بیخطا کا راب تھی سے طالب امداد ہے اللہ شاہ جہاں فرمادی ہے فرمادی ہے

اک نگاہ تھفہ میں آفت سے یحیثت جائیگی

ورنہ اے شاہ جہاں اُمت تیری لک جائیگی

تیری امت تیرے ہی ندپر ہے لائی التجا و یکیسے اب باول عجیش وہ کہتی ہے کیا
 چشم و اکن دست خود بردار ازہر دعا بہرمان صرت طلب کن از خدا بخشنیدا
 آپ چاہیں گے اگر شما تو سب ہو جائے گا
 اور خاموشی میں اب آقا غضب ہو جائے گا
 تیری امت آئی ہے اب التجا کے واسطے درویل میں لے کے آئی ہے دعا کے واسطے
 شاد و عالم خاتی ارض و سما کے واسطے آپ کہدیجے خدا سے یہ خدا کے واسطے
 لے خدا گو ہے بُری سیکن وہ امت ہے مری
 بُرسیلے نولاد ہی اگلی ہی شفقت ہم مری
 گونہنیں قوت سے دل میں کچھ اسکے کام کی ہے وہ امت میں مجھے نیت ہے اپنے نام کی
 گھر اسکو نہیں ہے آج کچھ اخسام کی مستحق اب بھی سیکن ہے تیرے انعام کی
 اپنی رحمت سے تو ان پر بھیری دے دور قیم

انت غفار و ستار و حمد من الرحيم

اُن میں پھر سپاہو خود داری حمیت اور جیسا اعتماد و غیر اور غلطت مٹاٹے لے خدا
 واورس اُن کو نلٹے داد خواہی سے چھڑا اُن کی ہمراہی میں نبندہ کابھی ہو بیٹے بھلا
 علم و دولت اور حکومت اب نہ اُن کے ساتھ ہے
 لے خدا مسلم کی اب غرت تیرے ہی لاتھ ہے

(راخوڑ از سلطان الشائن)

صدقات اور اُس کا پہنچن مصیر

مسلمان دینی لحاظ سے فرض شناس ہے۔ اور اسلامی امور میں حدود الہمیہ کی گھنہشت
 بھی رکھتا ہے بلکن افسوس کہ وہ مخارج و مصارف میں موقع اور جل کو ملاحظہ نہیں رکھتا۔ اب ماہ جرم رہا
 ہے جب عموماً ہل ہندز کوہ کے اسلامی فرضیہ سے سبکدوشی حاصل کرتے ہیں۔ مگر ان کے بہت سے صدقات
 لیے لوگوں کے ہاتھوں میں جلتے ہیں جن سے مکث ملت کو قطعاً کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ بلکہ تمام حضرات سے
 گزارش ہر کہ زکوٰۃ و صدقات کا پہنچن مصروف طالیبان علوم دینیہ ہی ہو سکتے ہیں۔ فلذہ اہمکن تہن سی و جد و جہد
 سے والعلوم عزیزیہ کے غریب طلباء کی اعانت فرماؤں یہہ دوسرا ذین حضرات خصوصاً ہماری عرضداشت پر غور فرماؤں۔

محارف قرآن باب التَّهْشِيد

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ أَمْنَا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ
يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدِعُونَ إِلَّا أَنفُسُهُمْ وَمَا
يُشَرِّقُنَّ فِي قَلْبِهِمْ مَرْضٌ فَنَادَهُمُ اللَّهُ مَرْضًا وَلِهُمْ عَذَابٌ
أَلَيْهِمْ بِمَا كَانُوا يَكْفِرُونَ -

(ترجمہ) اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو زبان سے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے جفتیت یہ ہے کہ دن ایمان دار نہیں۔ وہ اپنے زندگی خدا اور ایمانداروں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ حالانکہ وہ اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں اور انہیں شعروں نہیں۔ ان کے دلوں میں (شک و کفر کا) مرض ہے۔ سوال اللہ نے ان کے مرض کو بڑھایا ہے۔ اور ان کو (مرنے کے بعد) سخت (ددناک) عذاب ہے۔ اس بسبیتے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے قرآن کے نزول کے بعد تین قسم کے لوگ پائے جاتے تھے۔ مومن۔ کافر اور منافق۔ قرآن نے ہر سہ کا ذکر فرمایا ہے سب سے پہلے مومنین موقنین کے صفات اور ان کی رحمت شان کی توضیح فرمائی۔ پھر اس کے بعد ایسے کفار کے حق میں بیرونی عقیقیت کا مادہ اپنی بدکواریوں کی پاہش میں کھوپکھے تھے۔ یہ فرمایا کہ بیرونی عقیقیت و مشماخت اسلام کے لئے ان کے قلوب ان کی سامنے ان کی باصرہ پر پڑے ہوئے ہیں۔ اور وجہ ان حسن کے تمام طریق میں دیں۔ بعد جہاں بالا آیات میں اُس بزرگ تیرہ سخت طائیفہ کا ذکر ہے جن کو دنیا منافق کے نام سے پکارتی ہے۔ یہ لوگ اپنی آنہتائی کمزوری اور بے حد بُری دل کی پیش نظر تکوت و حشمت اسلام کا لکھلا لکھلا مقابلہ نہ کر سکتے تھے اور نہیں آپ کو مخلص ہوئے اور طاقیں حاصل ہیں جن سے وہ ان سرکیفت بہادر اور جملے مسلمانوں کے ہملوں کی ب دسکتے۔ اس لئے انہوں نے اپنے کفر کو دل کی عین گہرائیوں میں پوشیدہ رکھتا۔ اور ہمیشہ اپنے اتوال سے اپنے آپ کو مخلص ہوئے اور مسلم طاہر کرتے ہے۔ مگر یہ سہار چالیں ہیں مخدوعت و منافقت کی ہر نوعیت سے مطلب برآری کی کوشش کریں سیکن علام النیوب بہتر جانے والے ہیں۔ وہ صدور و قلوب کے پوشیدہ اور سربستہ رازویں کو پوشیدہ کرنے والوں سے زیادہ جلتے ہیں ہ

اس گردہ کے سردار کا نام عباد اللہ ابن ابی ابن سلول تھا۔ مدینہ میں سید الاولین و الآخرین سے اللہ علیہ وسلم کی تشییف آمدی سے پہلے مدینہ کی سادہ لوح افقام نے چاہا کہ اس پر لے

درجہ کے چال باز و فاسا ذکر اپنا رہما تسلیم کر لیں۔ ابھی یہ معاملہ زیر غنائم تھا۔ کہ عینہ کی تائیکی میں شمع عالم محفوظ
کا درود مسحود پڑا جب اس نورِ حجت کے اخلاق عالیہ نے دینہ والوں کو اپنا فلسفۃ و شیدا بنا یا۔ تو
حقیقی جوہر کے سامنے ان بے تیقیت کوڑاں کی کیا تحقیقت و وقت رکھتی تھی۔ جاء الحق و زہق
الیا طلی ایا طل کان زھو قا۔

اس غصب و حسد کی آگ نے ابن ابی کو دم بھرا رام نے یعنی دیا اور دل ہی دل میں اسلام
کی مخالفت کی طھانی اور نفاق و خدرع کے شجرہ جذبہ کی آسیاری اپنا نصب العین بنایا۔ اور اپنے ابھی
تیار کردہ پُرگرام کے موئی بھی پیدا کرنی سعی کی۔ اس کی سعی سے وہ اقتدار پسند طبقہ بھی ہنوانی کیسے تمار
ہو گیا جن کی استبداد و اونہ حیثیت کو اسلام نے خنا کر دیا تھا۔ اب تجوہ یہ ہوا کہ مذاقین کی اکیفیت
سی جماعت تیار ہو گئی۔ جو اندر ہر اندہ سلامی اصولوں کی بڑھ کھوکھلا کرنی چاہتی تھی۔ اور بہت مکن تھا کہ وہ
سلمانوں کی سادہ دل جماعتوں کو دھوکہ دیں کامیاب ہو جلتے۔ لیکن قدرت کو یہ کب منظور تھا
کہ وہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے شیعی ایشیوں کو دھوکہ میں رکھتے۔ فوراً اعلان فرمادیا کہ یہندے سے
ایمان و اسلام کے منظور حقیقت میں ہوئن نہیں۔ اور خباثت نفس۔ ذاتی اغراض اور خود پرستی سے
ب کچھ فنا کر چکے ہیں۔ ائمہ اور ائمہ کے دین والوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں جحالانکہ یہ اپنے نفوذی دہک
نے ہے ہیں۔ اور سب سچیب تر معاملہ یہ ہے۔ کہ یہ اپنے نقصان کو محross نہیں کرتے ۵
آں کس کے نہاند و بداند کہ بد انداز ॥

در جہل مركب ابد الدہر بساند

نفاق کے کیا معنی ہیں؟

اب آیت اور لازمات آیت آپ کے سامنے آگئے۔ اور آپ نے سمجھ لیا کہ نفاق کا انتہا کن واقعہ
سے ہوا۔ اور تیس المذاقین کون تھا۔ اب یہ بھی دیکھتا ضروری ہے کہ نفاق کے کہتے ہیں۔
نفاق کے کہتے ہیں؟ نفاق کی چند قسمیں ہیں۔ اول یہ کہ زبان سے اسلام اور ایمان ظاہر کئے گئے پر
صاف مٹکر ہو۔ دوسری یہ کہ درپر وہ صاف مٹکر تونہ ہو۔ مگر قیمین بھی نہ ہو بلکہ متعدد اور متذبذب ہتھیسا
یکہ تصدیق توہو۔ مگر کمال نہ ہو۔ حب دنیا اور غلبہ شہوت سے اس قدر منکوب ہو۔ کہ دنیاوی مسافع کو دولت ایمان
پر قدم سمجھے۔ اور جہاں اپنی دنیا کو نقصان پہنچا دیکھے۔ وہاں اپنی دولت ایمان لٹا دے اور ضائع کر دے۔
ایک نفاق کا چڑھا ہوا سفہوں بھی ہے۔ جسے آج تقدیم کے عنوان سے مندن کیا جاتا ہے۔ یہ بھی
نفاق کی ایک قسم ہے جو مذاقین عالم کا اصل ہے۔ اور یہ لوگ اس قدر پوچھ دیں گے کیا صحابہ کبار ائمہ طهار اور اپنے

و گی و اجب التقليد اماموں کو اس حقیقی جنم کا مرکب قرار دیتے ہیں۔ نحر و بآللہ
 فی قلوبِہم مرضٌ فزادہم اللہ هر صاحبَاً
 ان کی فطرت سلیمانیہ کرو فریب کی تاریخی سے دھکا چکی ہے بس جوں جوں نظر کے موافق اصول
 دینیا پڑھا ہے ان اصولوں کے خلاف عمل پیرانی سے مرض میں ترقی ہوتی گئی ہے۔
 مرض بذاتِ اگیا جوں جوں دوا کی

جس طرح جمافی امراض کا تینجہ جمافی موت ہے۔ اسی طرح روحانی امراض کا ثروغ غذاب الیم ہے۔ آسمانی پانی
 ہر تخم و درخت کی نبوکا باعث ہوتا ہے۔ مگر کسی درخت میں اسی پانی سے کانٹے اور گڑے بھل آتے ہیں اور ہر کا
 تخم اچھتا ہوتا ہے۔ اس سے اچھتے عمدہ اور نوشبو دار چل چکوں نکلتے ہیں۔ اسی طرح فرماں جو تخم روح کے لئے تسلی
 پانی ہے اس سے مومنوں کو شفایتی ہے۔ اور ان کی روحانی ترقی ہوتی ہے۔ اور جن کی فطرت میں کبھی ہوں
 کی مرض بڑھتی ہے۔ اور پھر وہ غذابِ الیم کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔

باب الحیث

حکمت و موعظت

اَفْضَلُ الدُّكُولَا إِلَهًا إِلَّا اللَّهُ تَرْزُنِي (ترجمہ، بہترین ذکر لالہ لالہ ترزاں ہے۔)
 صرف اسلام ہی ایسا نہیں ہے جس نے اپنی بے پناہ طاقت اور عدم المثال طرز بیان سے
 انسان حقیقی توحید سے واقف کیا۔ آج خدا کی زمین پر ایسے سخن شدہ نہیں ہے موجود ہیں جو اسلام سے پہلے
 توحید کے نام سے آشنا ہوئے۔ انہوں نے اسلامی توحید کی بے پناہ شناخت کے سامنے مرتکب خم کر دیا۔
 عقیدہ توحید کے البطل کی قوت ندیا کر لپی مشرکانہ عقاید کو ہی توحید قرار دینے کی ناکامی کی۔ اسلام کے یوں
 کوئی ایسا نہیں ہے۔ جس نے آقائے حقیقی کی صحیح شناخت کرائی ہو۔ کوئی آگ کی پیش کرنے
 میں توحید کا مدعا ہے۔ کوئی جمادات کے خود ساختہ بتوں کے سلسلے اپنی مفرز جبین کی تزلیل میں صڑیں
 ہے۔ اور بعض سائینسدانی کے دعویوں کی دواعی پریشانی اور خبیط کی فراوانی کا یہ عالم ہے۔ کہ وہ سے سے کے
 توحید فی الشایش“ قین میں۔۔۔ ایکس کے قائل ہو گئے اور باوجود اس بے حقیقت اعتقاد کے
 توحید پرستی کا ڈنکہ بخار ہے ہیں۔

بہ حال وہ مقدس نہیں اسلام اور صرف اسلام ہی ہے جس نے انسانی جبین کی وقعت و

احب الكلام على الله سبحان الله و محمد (رسلم)

خدا کے نزدیک محبوب ترین کلام سمجھان اللہ وجگہ " کے الفاظ ہیں ۔
تسبیح و تقديریں توحید الہی کے مفہوم کا ایک اہم جسٹرو تھا۔ توحید کے اذعان والیقان کے بعد خداۓ
قدوس اُنیٰ بنجھ و تحمد کرنے ابھی حقیقت میں توحید کا تازانہ گانا ہے ۔

اباب بصیرت اپنی طرح جانتے ہیں کہ استخلاف فی الارض کے وقت بہب ملکہ کو علم شہرا کہ حیدر القدر
مہتمم باشان خدمات آدم علیہ السلام کے نمون کے جا رہے ہیں تو انہوں نے بارگاہ آجھی ہیں انسانی ظالم
اور اربع غناصر سے درب محیم کی خامکاریوں کا تذکرہ کرتے ہیں (ابجعل فیھماون یسیفل اللہ ماء)
اپنے حقوق قایمہ کا اظہار کیا۔ اور ہنایت ہی انحصار سے عرض کیا کہ تھن شیخ بمحیل لف و نقدس لف۔
جب ہم آپ کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں تو ہم خلافت الہیہ کا محل ہیں کیوں نہیں تکمیر ایجاد کا۔ اور یہ س
تفقید المثال انحصار سے ہمالے مقدر کو کمبوں نہیں نواز داھاتا ۹

یعنی ان کی بڑی کارکردگی جس کی بنیاد پر وہ علوم تربیت و رفتہ شان کے مستندی ملحتی تھے۔ حالانکہ ان کے لئے اور ملکیہ صفات بھی بہت تھے۔ مگر اپنے حقوق سے صرف اسی حق کو متداز کر کے پیش کرنا صاف صاف پتہ لارہا ہے۔ کہ اس عبادت آئیہ کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔ جو کسی دوسری عبادت کو نہیں۔

نفاق و انشقاق کی لعنت کے نتائج دنیا سے پوشیدہ نہیں۔ چونکہ اسلامی ترقی کا بنیادی اصول اتنا ہے۔ اور اخداد بغیر تالیف قلوب کے میسر نہیں آتا۔ اس لئے ضروری تحریر کہ ان تمام سباب کا خاتمه کرو دیا جائے۔ جو نفاق و انشقاق کے انتہا کدھ کو ترمیم کر کے اسلامی ترقی میں حاصل ہوں۔ اُن علیٰ اسہاب میں سب سے زیادہ تباہ کُن مرض ہنپڑخواری کی ریض ہے۔ اس متعددی و باء کی موجودگی میں نفاق موجود اور نفاق معدود مرہتا ہے۔ اور جو شخص نفاق کے پڑھانے کے لئے اپنی انتہائی طاقت صرف کر رہے ہے۔ وہ حقیقت میں اسلامی روحانیت کو فنا کر رہا ہے۔ ہر وہ شخص جو اسلامی ترقی و بہبودی کے کچلنے کے لئے مسامی ہے وہ اسلام سے محبت نہیں رکھتا۔ اور جو اسلام سے محبت نہیں رکھتا۔ اس کا نتیجہ ہی ہے جس کا ذکر حدیث شریف میں موجود ہے ॥

تصوف و اخلاق

اسمانِ صدائیت کے شش ستارے

زادِ سید نبی الحق صاحب میر شیخ

ارکانِ اسلام ۔

عنْ أَبْنَىْ عَمِّيْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّىْ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ الْأَيْمَرُ عَلَىِ الْإِسْلَامِ عَلَىِ الْحَمْسِ شَهَادَةً أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللَّهِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَىَ الْأَنْوَافَ وَصَوْمَمَ رَمَضَانَ (بخاری)

حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم ہے۔ اول اس بات کی شہادت دینیا کہ اللہ کے سوا کوئی موجود نہیں اور محمد اسد کے رسول ہیں۔ وو سکر پنجوختہ نماز پڑھنا۔ ثیسے زکوٰۃ دینا۔ چوتھے حج کرنا پانچویں رمضان کے روزے رکھنا۔

ترتیب برپی اپنی چار دیواروں اور پانچویں حجت پر قائم ہوتی ہے۔ اسی طرح اسلام اور مسلمانوں کی اسلامی دینی زندگی کی تعمیر بھی ذکورہ بالا پانچ چیزوں پر قائم ہے یعنی کامل اور عملی مسلمان کو ان فرائض کی بجا آؤ ری کو قائم و قابل رکھنا چاہئے۔ عمارت کی اگر ایک بھی دیوار یا حجت گر پڑے تو ساری عمارت دھم نہیں پڑا رہیگی۔ اسی طرح اگر یہ پانچویں قائم ہیں۔ تو ایک مسلمان کا اسلام بھی قائم ہے۔ وہ کامل اور عملی مسلمان کہلائے نہ کا سختی ہے۔ اور اگر ان ارکان خمسہ میں سے ایک رکن بھی بلا عندر شرعی نزک کر دیا جائے تو پھر اس کی مسلمانی محدودش بلکہ محدود نہ ہے۔ بہت کم ہیں ایسے مسلمان ہیں کوئی پانچویں فرائض کی

بجا آوری سے اپنے اسلام کی میں کا سُرْقِیٰٹ رکھتے ہوں۔ کوئی نماز پڑھتا ہے۔ تو وہ زکوٰہ نہیں دیتا۔ کوئی
کا پابند ہے مگر بخوبی نماز کا تارک ہے۔ کوئی زکوٰہ ادا کرتا ہے۔ توجیح کے فرضیکی بجا آوری سے غافل ہے
غرض جس مسلمان کو عبادت و معاملات میں سے جو حیزِ انسان اور دلپسند نظرانی ہے۔ اُسی کو اختیار کر لیتی
ہے۔ اور باقی اسلامی احکام کی طرف سے آئندھیں بند کر لیتی ہے۔ مسلمانوں نے سمجھا ہے۔ کہ اسلام نام ہے
ہماری رمضانی کا۔ اسلامی احکام میں سے جس کو چاہیں اختیار کر لیں تو اُس کو چاہیں حصہ ہو دیں۔ یاد رکھو
کہ اکال اور علی مسلمان وہی ہے۔ جو ان پا خون فرائض کی بجا آوری کا سُرْقِیٰٹ رکھتا ہے۔

اعتقادی زنگ میں مسلمان کون ہے؟

مَنْ مِنْ أَسْلَمَهُ وَجْهَهُ لِلَّهِ دُهْوَخْنَ مسلمان وہ ہے جو پانچ وجود کو خدا کی رمضانی فَلَدَ أَجَرُهُ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ کے لئے وقف کر دے۔ کلی طور پر خدا کا ہو جاؤ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَخْشَى نَفْنَهُ ایسے شخص کا اجر اندھے کے پاس ہے۔ نرالیے تو کوں

پر کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے ۔۔۔

اس آیت مبارکہ میں دو لفظ ہیں۔ اسلام اور احسان۔ اسلام کے معنی یہ ہیں کہ ظاہری
عبادت و معاملات آدمی کے اللہ کے حکم کے موافق ہوں۔ اور احسان کے معنی یہ ہیں کہ ہم
میں عمل کے نامے میں اللہ سے بندہ کا معاملہ صاف ہو۔ پس جب تک ایک مسلمان کاظم و ربان
خاص طور پر خدا کا نہ ہو جائے۔ وہ کمال اور حقیقتی مسلمان نہیں ہو سکتا۔

خلاصہ یہ کہ مسلمان کو اپنے وجود کی نسبت اعتقاد رکھنا چاہیے۔ کہ ہیرے وجود کا منشاء جز اس کے
اور کچھ نہیں کہ میں اپنے خالی وجود حضرت حق جل علی شانہ کی عبادت و معرفت کروں اور ہیرے وجود
کی علی عملی قدرم کی طاقتیں صرف خدا کے لئے ہیں۔ اور مجھے خدا کے ارادوں کے سامنے ایسا ہو جانا
چاہیے۔ جسے ایک کارگر کے سامنے اس کے اوزار پر
کوئی نسیمات اسلام افضل ہے؟

عَنْ أَبِي مُوسَىٰ قَالَ قَالَوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْاسْلَامُ أَفْضَلُ؟ قَالَ مَنْ مِنْ مُسْلِمٍ كَيْا كَيْا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَوْنَ سَاہِلَمْ أَفْضَلُ ہے۔ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ (بخاری)

جس کے لامتحب سے دوسرے مسلمان اینا نہ پائیں۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ دَأَنَ دِحْبَلًا عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ اکیل شخص
--

سَمَّالْ دُسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَئِ الْإِسْلَامُ خَيْرٌ مَا لَتُطْهِرُ الطَّعَامُ كَمَا كَوَنَ إِسْلَامُ هَذِهِ هُوَ آپ نے فرمایا۔ لکھاذا کھلانا۔ دوسرے اپر شخص کو جس کو جانتے ہوں اور مَنْ لَمْ تَعْرِفْ اسَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَ جس کو نہ جانتے ہوں سب کو سلام کرنا۔

ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ بے بہتر اور فضل سلام وہ ہے جس کی زبان اور باتھے دوسرے مسلمانوں کو ایسا نہ پہچے۔ چونزیوں ہر سکینوں تیوں، بیواویں اور بھوکوں کو کھانا کھائے۔ اور شخص کو سلام کرے۔ اگر عنور سے دیکھو تو تیوں چزیں وہ ہیں۔ جن کے فقدان سے ملت مسلمہ یہ نفاق و شفاقت اور شخص و عتاد کی ایسی آگ بچک رہی ہے۔ جو جگہ میں نہیں آتی۔ اور جس نے اندھختہ سلف کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا ہے۔

مسلمانو! خدا را اپنے رسول کے ذکورہ ارشادات کا بامعاں نظر مطالعہ کرو۔ اور عنور سے کیجو کہ ان تیوں چزوں میں کوئی روح کام کر رہی ہے۔ سنو اور عنور سے سنو۔ کہ اخوت دینی کی بنیاد انہی تین پیشہوں پر قائم ہے۔ اب اندازہ لگاؤ۔ کسر و رکائب نے اخوت دینی کو لکھن مضبوط بنیادوں پر قائم کیا ہے۔ اور باہمی محبت و روا داری اوراتفاق و اتحاد کے پاکیزہ جذبات کوکن طرح ابھارا ہے اگر مسلمان ان ارشاداتِ عالیہ پر چل پڑا ہوتے۔ تو یقیناً ملت مسلمہ کی تباہی و بر بادی کا یہ عالم نہ ہوتا۔

آہ! بہارے رسول نے بستلایا تھا کہ افضل سلام وہ ہے جس کی زبان اور باتھے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ مگر ہمارا اسلام یہ ہے۔ کہ ہماری زبانیں اور باتوں کی ایندرا سانی کے لئے قوف ہیں۔ ہماری زبانیں تواروں کا کام نہ رہی ہیں۔ اور اُن شعغضب کے انکلے سے برسا رہی ہیں۔ اور ہر تھوڑے سے محبت و اخوت دینی کا وہ رشتہ جو دینیہ طبیبہ کے اولین قیام میں سردار و چہان کے مقام پا تھوڑے باندھا تھا۔ تارتا رہو رہے۔ ادنافرمانو! تم نے اخوت دینی کو پارا پڑا کیا ہے۔ اور تم نے اپنے رسول کے ارشاداتِ عالیہ کی بے حرمتی کی ہے۔ اس لئے دنیا میں کبھی خلاج یا ب شبیں پہنکتے ہوئے غیروں کی ٹھوکوں سے پامال رہو گے۔ اگر دنیا میں عزت کی نزدگی بس رکنا اور فلاخ یا ب ہونا چلہتے ہو۔ تو ان احادیث کی روشنی میں اپنے اعمال و اقوال کا جائزہ لو۔ اور اخوت دینی کو قائم کرو۔ پھر دیکھو۔ اسلام تم کو کیونکر عروج در تقداء کی بلندیوں پر پہنچاتا ہے۔

تاریخ و عبر

امام ربیعیہ الرائے

مسلمانوں نے اپنے زمانہ مروج میں جو علمی کمالات حاصل کئے اور جس شان و اہتمام کے ساتھ علم و فنون کی سرگرمی فرمائی۔ نگاہ ان کے جمال کمال سے خیر ہو جاتی ہے۔ انہوں نے اپنے علمی کمالات، ذوقِ تجویز و طلبِ علم سے دُنیا والیں کو سب سچی فیض پہنچایا۔ ان کا زمانہ ایک ایسا یا کیز اور شاندار منظر ہیں کہ تھا ہے جو اپنی نظری آپ ہی ہے۔ اور جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ علمی ارتقا میں مسلمان عوام نے بھی اپنی پساطت کے مطابق نہایت بیدار رخزی اور ذوق و شوق سے حصہ لیا تو چشمِ بصیرت میں ایک نور پیدا ہوتا ہے۔ اور صنفِ نازک کی علمی شان و مرتبہ دیکھ کر اج کی خواتین پر روزا آتا ہے جنابتوں ان اسلام کی بیدار رخزی اور شوقِ علم کا اندازہ اس تاریخی واقعہ سے لگاتی ہے جس کو جناب نواب صدر بیدار جنگ بیدار مولوی محمد جبیب ارجمن خان صاحب شزادی نے اپنی بے نظیر تصنیفِ علمی سلف میں بیان کیا ہے :-

امام ربیعیہ الرائے مسلمانوں میں ایک بہت بڑے صاحبِ فضل و کمال امام گزرے ہیں جن کا ثانی و مرتبہ اس امر سے کماحتہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ حضرت امام مالک[ؓ] اور حضرت خواجہ سن بصری کے تاد تھے جسیں اُستاد کے ایسے باکمال اشتگر ہوں۔ مہنگی کی عظمت و بزرگی کا کیا کہنا ہے۔

امام ربیعیہ الرائے کے والد فروخ خلافت بنو ایمیہ کے عہد میں شکریہ ملازم تھے جس نامہ میں امام مدد حج اپنی والدہ کے بطن میں تھے۔ اُس وقت خلیفۃ دمشق کی جانب سے ایک شکر خراسان کو روانہ کیا گیا۔ اور اس شکر کی خدمت فروخ کے سپرد ہوئی۔ مگر چون کلمہ اسلامی غتوحات کا دوستِ خیر کا عزم لئے ہوئے تھا۔ اسے فروخ کو خداوندی ہم میں پورے ستائیں بدل لگ گئے۔ اتنے طویل عرصہ میں وہ تجھے جس کو مادر شکر میں چھوڑ لئے تھے وہ ماں کی آنونشیں تربیت میں بڑا ہو کر امام و قوت بن چکا تھا۔ اور اپنے علمی فیضان سے اسلامی دنیا کو فیضیاب کر رہا تھا۔ مگر فروخ کو کیا معلوم تھا کہ میر امائیہ ناز فرزند کیا سے کیا بن چکا ہے۔

الفرض فروخ ستائیں برس کے بعد اپنے وطن مدینہ منورہ میں پہنچے۔ گھوڑے پر سوار نیزرو ہاتھوں میں لئے ہوئے گھر پہنچے۔ اور دروازہ کو نیزہ کی اُنی سے کھٹکا ٹھا یا۔ امام مدد حج نے کھٹکا شنکر

فروخ دروازہ کھولا اور باہر آئے۔ فروخ دروازہ کھلتے ہی بے تکلف اندر جانے لگے۔ ربیعہ یہ جڑات و گھستاخی دیکھکر سخت پریشان اور تجھب ہوئے۔ مگر دروانہ والار لالکار کر کہا۔ تو میرے مکان منکر طرح بے باکانہ گھسپاڑتا ہے؟ سپاہی فرش فروخ کو بھی یہ سنکر طیش ہاگیا۔ اور کہا میں تو اپنے مکان میں ٹھسٹا چڑتا ہوں۔ مگر خدا کے دشمن میری حسرہ مرد میں تیر لکھا کام؟ دونوں اجنبی باب پیٹیوں میں بات بڑھ گئی۔ اور شور غل سنکر بڑھی جتن ہو گئے۔ حضرت امام مالکؓ بھی استاد کا معاملہ سمجھ کر تائے۔ اور صلحاء لہجہ میں فروخ سے کہا کہ بڑے میان! اکبھی تو غصب کر رہے ہیں کہ زبردستی غیر کے مکان میں گھسے جا رہے ہیں۔ اگر آپ کو ٹھنرا ہی مقصود ہے تو دوسرا مکان موجود ہے۔ یا اُنے ڈھونڈتے۔ یہ شرفی نہ دوشن نہیں۔ جو آپ اختیار کر رہے ہیں۔

حضرت امام مالکؓ کی نرمی نے۔ فروخ کے دل پر اڑکیا اور کہا۔ جناب! آپ جو کچھ فرمائے ہیں بالکل بجا و درست ہے۔ مگر غالباً آپ کو مسلم نہیں کہ میں کسی بغیر کے مکان میں نہیں بلکہ اپنے مکان میں جا رہوں۔ میری نام فروخ ہے۔ یہ میرا مکان ہے۔ میں ایک ہم پر گیا تھا۔ اب ستائیں رس کے بعد لوٹا ہوں۔ ربیعہ کی والدہ نے نام سن کر اپنے خادونکو پہچان لیا۔ اور ربیعہ سے کہا کہ یہ تمہارے بے باب پیٹی میں سنتے ہی باب بیٹی گلے ملکر خوب رہئے۔ جب اچھی طرح دل کی بھڑاسن بھلی گئی۔ تو دونوں خوشی خوشی گھر میں آئے۔ گھر میں آکر صاف دل باب نے بی بی سے پوچھا کہ یہ میرا بیٹیا ہے؟ انہوں نے کہا۔ بیٹک۔ اب طلبیاں کلی چھل ہوتے ہی وہ تیس تہرا کاش رہیاں یاد آئیں جو وہ چلتے وقت بی بی کو فرگئے تھے۔ بی بی سے پوچھا۔ کہ ان اشرفیوں کا سنتے کیا کیا؟ زیرک بی بی نے کہا۔ گھبرائیے نہیں وہ خلافت سے رکھی ہیں۔

اس گفتگو کے بعد حضرت امام ربیعہ اُنے درس دینے کے لئے مسجد بنوی میں چلے گئے۔ اور اس شیعہ علم کے گرد پروازگان علم گاہ جو جنم ہو گیا۔ آپ کے حلقة درس میں ایسے اعیان شامل تھے جو آگے چلکر دنیاۓ اسلام کے امام بنئے۔ فروخ بھی اس وقت خاتم رضھنے مسجد میں تشریف لائے وہاں یہ عالم دیکھکر دیرک شوق سے اس محجح کو دیکھنے رہے۔ ربیعہ نے جنگلے ہوئے اور سر اُنہی طرف پہنچ دس میں مشغول تھے اس لئے باب پھر میئے کو نہ پہچان سکے۔ اور تجھب ہو کر لوگوں نے پوچھا کہ یہ شخص ہو اس شان و مرتبہ کے ساتھ مسند درس پیش کرنے ہے کوئی ہے؟ لوگوں نے جواب دیا۔ کہ یہ ربیعہ اُنے ہی۔ اسی وقت کی مسست و مشاذی کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ فرمائی تھی مسست میں یہ اقتیاً آن کی زبان سے نکلا۔ اُنہوں نے میرے بیٹے کا متربہ بہت بلند کیا۔

ہزار پڑھ کر خوش نوش گھر کے تصور میں بیٹے کی علمی شان کا نقشہ کھینچا ہوا تھا۔ اور دل ہی دل میں اللہ کا ہزار پڑھ کر رشکر ہے تھے جس کی ذرہ نوازی نے ایک ناچیز ذرہ کو ہر خدا شان بنایا۔ بی بی سے بیٹے کی عظمت و رفعت بیان کی۔ یہ موقعہ نہایت مناسب تھا۔ بی بی نے کہا۔ آپ کو بیٹے کی یہ شان پسند ہے یا تیس ہزار ارش فیاں؟ خوش قسمت اور حقیقت شناس شوہر نے جواب دیا۔ واللہ میں اس علمی شان کو پسند کرتا ہوں۔ بی بی نے اطینان کے ساتھ کہا۔ تو سنئے۔ وہ تمام کی تمام ارش فیاں میں نے تمہارے بیٹے کی تعلیم و تربیت میں صرف کردی ہیں۔ زندہ دل شوہر کو ان ارش فیوں کا کیا ملال ہو سکتا تھا جنہوں نے بیٹے کو یہ رتبہ دلایا۔ کہا قسم رتب کی۔ تم نے میرا مال ضائع نہیں کیا بلکہ ایک طہرانی لگا کر ایک ایسے خزانہ پر قبضہ کر لیا۔ جو رہتی دنیا تک یادگارِ زمانہ رہے گا۔

اس واقعہ میں ہمارے لئے یہ امر قابل عنور ہے۔ کہ ایک بچہ بپ کی تربیت سے محروم ہو کر بال کی حفاظت و تربیت میں کیناکر نامور ہوا۔ وہ ان کیسی بالغ نظر، عاقبت انذشیں اور علم دوست تھی۔ جن نے تیس ہزار ارش فیاں خیچ کر کے اپنے بیٹے کو ایسی بیش بہا تعلیم دلاتی۔ اب یہ یا کیزو جذبہ مردوں میں بھی نہیں۔ بشکر یہ واقعہ اس عہدکی عورتوں کے عقیل اور علم دوست ہونے کی دلیل ہے اس واقعہ سے حقیقت بھی انہر میں اس ہوتی ہے۔ کہ بچوں کی تعلیم و تربیت کی پہلی منزل اور تعلیمگاہ ماں کی گوئے۔ ماں بچوں کی زندگی کی سماں ہے۔ بچے کی شاندار یا پسمندہ زندگی ہیں بنتی ہے۔

یاد رکھو جن بچوں کو تعلیم یافتہ ماں میں ہیں ملتیں اور وہ آغوش مادر کی تعلیم و تربیت سے محروم رہتے ہیں۔ وہ قوم کیتھے باعث تگ و عمار اور ملک کے لئے عمال جان ہو جاتے ہیں۔ اپنے اسلاف کے ذمہ نہیں و مادی اندوختہ سے تمہیدست ہو کر ذلیل و ناکارہ زندگی بس کرتے ہیں۔ اور ملک و بُلْت کے لئے اُن کا وجوہ خطرناک بن جاتا ہے۔ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کے ساتھ بچوں کی تعلیم و تربیت سے غافل رہنا وہ قومی نقصان ہے جس کی تلافي کسی صورت سے نہیں ہو سکتی۔

اگر ملک و بُلْت کا بھلا چاہتے ہو تو اچھی ماں میں پیدا کرو۔ اس کے بغیر ہمارے ملک کی ترقی محال ہے تک مصلحین کا بیان ہے کہ ملکی اور قومی زندگی کا کوئی مرحلہ ایسا نہیں ہے جس کی مرد عورت کے تعاون کے محتاج نہ ہیں۔ اور ماشرتی اصلاح کے باب میں کوئی اصلاح کے ساتھ سے ہی نہیں یکتی جس کی کارروائی میں عورتیں پورا پورا حصہ نہ لیں ہے۔

باب الفقة

فرضیہ زکوٰۃ

دل کو خل اور خود غرضی کی بخاست سے پاک کرنے والا زین اصول

اسلام کی علم افروز تعلیم اس لئے نازل نی گئی ہے کہ سماں بخت کے وارث ہوں۔ دنیا میں ان کو عزت نصیب ہو۔ وہ حکومت و سر فرازی کے قابل ہوں۔ اور وہ کسی کے محتاج و غلام بن کر نہ رہیں اسی لئے دولت کمانا اس کے اصول اساسی میں سے ہے۔ اس نے مال کو خیر سے تعییر کیا ہے۔ اور اس نے دولت کو اشتوں اور ملتون کے قیام کا باعث بتلا�ا ہے۔

اسلام نے حیات اجتماعی پر بہت زور دیا ہے۔ اس لئے وہ ہر مالدار اسلام میں مالی قربانی کا سچا جذبہ پیدا کرنا چاہتا ہے جناب پھر اس نے متین کی ایک خصوصیت پر تبلیغ ہے کہ وہ اپنی ہر چیز اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ خواہ روپی یا غواہ ان کے قوائے عملیہ ہوں اور خواہ ان کی جان ہو۔ وہ سب کچھ تبلیغ و اشاعت اسلام حق و حریت اور اقامت دین کے لئے قربان کر دیتے ہیں۔ اس نے بار بار انفاق فی سبیل اللہ اور صدقفات و خیرات پر زور دیا ہے۔ اس لئے کہ قوم گداگری اور جنہے بازی کی ذلت سے بھی پہنچے۔ فرضیہ دعوٰ تبلیغ بطنی احسن پورا ہوتا ہے۔ امیر و فقیر کی تفریق مٹ جائے۔ فقیر امیر کے ہمدردین جائیں۔ قومی عمارت مکمل و استوار ہو۔ اور مالداروں کی مالی قربانی حیاتِ قومی کا باعث ہے۔ دولت کمانا اسلام کا مقصود ہے۔ نہیں بلکہ اسے ملک و قوت کی راہ میں صرف کرنا اور اقامت دین کا فرض پورا کرنا اس کی انتہائی غرض ہے۔ انہی حکمران اور صلحاء کے پیش نظر اسلام نے مالداروں پر زکوٰۃ فرض کی ہے جس کے اخلاقی روحاں سیاسی قومی اور تحریثی فوائد حد شمار سے باہر ہیں۔ یہ وہ پاک اور زرین اہوں ہے۔ کہ اگر مالدار اسلام اس کی ادائیگی کا مکار و اہتمام کریں اور اس کی ادائیگی میں ان حدود و قوانین کو محفوظ رکھیں جو شرعاً عظیمی نے قائم کر دی ہے تو ہماری مردہ قوم صحیح منزوں میں زندہ ہو جائے۔

جو لوگ مالدار اور صاحبِ نصاب ہو کر زکوٰۃ ادا نہیں کرتے۔ قرآن حکیم میں ان کے لئے سخت معید آئی ہے۔ اور وہ اسلام کے بذریعین مجرم ہیں۔ مال و دولت کی محبت نے ان کے دلوں سے خدا کی محبت کو زائل کر دیا ہے۔ زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم فرضیہ ہے۔ اس نے نماز و زکوٰۃ کو سپو بسپلور کھا ہے جنہت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوٰۃ سے جماد کیا تھا۔ اس سے انمازہ لگا بجا سکتا ہے۔ کہ زکوٰۃ کی ادائیگی کس قدر بوجلد اور ضروری ہے۔ الفرض زکوٰۃ ارکان اسلام میں سے ایک اہم رکن ہے۔ اس کا منکر

کافر ہے۔ اور نہ دینے والا فاسق۔

مسئلہ نمبر ۴۔ جس کے پاس بادوں تولہ چاندی یا سارے سے سات تو لہ سونا ہوا وہ اس کے پاس ایک سال تک باقی ہے۔ تو سال گندنے پر اس مال کی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے۔ اگر چاندی سفاس سے کم ہو۔ تو زکوٰۃ واجب نہیں۔

مسئلہ نمبر ۵۔ اگر کسی کے پاس مقدار نصاب روپیہ موجود ہو۔ اور اتنے ہی کا وہ قرضہ رہ ہو۔ تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ مشاً دو سو روپیہ پاس موجود ہو۔ اور دو سو روپیہ کا قرضہ بھی ہو۔ تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ اگر قرضہ ڈیر ہو۔ تب بھی زکوٰۃ واجب نہیں۔ میکونکہ ڈیر ہو سونکانے کے بعد صرف پچاس روپیے باقی ہتے ہیں ایک دو سو روپیہ کا مقدار نصاب کو نہیں پہنچتے۔ اس بارہ میں یہ اصول یاد رکھنا چاہیے کہ اگر قرض کی رقم نہیں کرنے کے بعد ۳۵ روپیے باقی بھی تو ان پر زکوٰۃ ہے کیونکہ یہ رقم مقدار نصاب کے برابر ہے۔

مسئلہ نمبر ۶۔ زکوٰۃ کی مقدار سونے چاندی اور دیگر اسباب میں بحساب قیمت بھی یا ڈھانی روپیہ سینکڑہ ہے یہی شرعی زکوٰۃ ہے۔

مسئلہ نمبر ۷۔ سونے چاندی کے علاوہ اور جتنی چیزیں ہیں جیسے لوہ۔ تانبا۔ پتل اور کافی وغیرہ اور ان چیزوں کے بنے ہوئے بتن۔ نیز کپڑا۔ جوتہ اور دیگر سامان اگر یہ سب مال تجارتی ہو۔ اور اسکی قیمت سارے سے بادوں تولہ چاندی یا سارے سے سات تو لہ سونے کے برابر ہو۔ تو اس پر زکوٰۃ ہے۔ اگر اتنی مقدار نہ ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں۔ ہاں اگر یہ سامان سوداگری کا نہ ہو۔ تو پھر اگر نہ اروں روپیہ کا بھی ہو تو بھی زکوٰۃ واجب نہیں۔

مسئلہ نمبر ۸۔ اسی طرح اگر کا اسباب مشاً پتی۔ دیکھ۔ دیگر بینی۔ لگن۔ صندوق۔ کھانے پینے کے بتن۔ رہائش کے حالت۔ پہنچ کے کپڑے۔ چارپائیاں اور پنگ وغیرہ ان میں سے کسی چیز پر زکوٰۃ نہیں چاہے یہ چیزیں تمام میں آئی ہوں اور چاہے یہ ہنی صندوق میں بندپڑی ہوں۔ ہاں ان میں سے کوئی چیز تجارتی نہ ہو۔

مسئلہ نمبر ۹۔ زیموں کی سیداوار میں بھی زکوٰۃ ہے۔ بشرطیہ کھبیت سینچانہ پڑے۔ کہیاں نہ کی جائے کھبیت توانی کے اندر یا دریا کے کنارے ہو۔ یا بارش کے پانی سے پکتا ہو۔ ایسے کھبیت کی سیداوار میں پا حصہ زکوٰۃ دینی واجب ہے۔ یعنی دس سیریں ایک سیر۔ دس من میں ایک من ایک کھبیت چر سے دنیو سے سیراب کیا گیا ہو۔ تو اس کی سیداوار پر پا حصہ زکوٰۃ واجب ہے۔ یعنی بیس ۲۰۰۰

پیر میں ایک سیر دعہ بستے ہیں ایک من۔ پیداوار کم ہو یا زیادہ زکوٰۃ بہ صورت دینی پڑے گی ہے۔
مسئلہ نمبر ۷۔ اسلام میں چیزے زکوٰۃ کی ادائیگی کی تائید ہے۔ اس طرح اس بات کی بھی تائید ہے کہ زکوٰۃ ہمیں تحقیق کو دیجاتے ہیں۔ یہ نہ ہو کہ ہم متحقی خود رہ جائیں۔ اور ایسے غیرے مشتمل ہے اور پیشہ میلگا اگر زکوٰۃ و صدقات لے جا کر شرایب اور جنگ و پرس پیشیں۔ زکوٰۃ و صدقات کے مالے آپنی لوگوں کی امداد کرنی چاہیے۔ جو ہم کے حقدار ہوں۔ ہماری قوم میں زکوٰۃ و صدقات کے بے عملاء نے وکھوں کر دوں اور ہمیں نہ کئے۔ وہ چکھہ ملکے پیدا کرنے ہیں جن کی زیادتی قوم کی تباہی اور دلت کا باعث ہے۔

مسئلہ نمبر ۸۔ زکوٰۃ کے حقدار فقر، محتاج۔ وہ کارکن جو زکوٰۃ و صول کرنے پر مقرر ہوں جن کے دلوں کو پرچانہ انتظار ہو۔ اور مجاهین فی سبیل اللہ ہیں یعنی وہ لوگ جو اسلامی حکومتوں کی حدود کی نگرانی کریں۔ اور ایسا دھن افلاط، اسلام کے فرائض سراخا مانتے ہوں۔ زکوٰۃ کے مال سے علاموں کو بھی ازاد کر سکتے ہیں۔ اور قرضداروں کا قرضہ بھی ادا کر سکتے ہیں۔ فیقر اور کینیں سے مراد یہک منکے اور پیشہ دلگد اور نہیں بلکہ وہ لوگ ہیں جو ضروریات زندگی کو محاجاج اور ضرورت مندوہ ہوں۔ اونکی پرانی غربت ظاہرہ کریں۔ طلباء جو دینی تسلیم حاصل کرتے ہیں۔ وہ بھی مجاهین فی سبیل اللہ ہیں دھل ہیں۔ تمامی کی امداد بھی زکوٰۃ کا صحیح مصرف ہے۔
مسئلہ نمبر ۹۔ اسلام نے سب سے پہلے زکوٰۃ کا مستحق عزیزیوں اور قریبی رشتہ داروں کو قرار دیا ہے۔ اسیں اپنے نزیں دوست اور شہر والے سب آگئے۔ رشتہ داروں کو زکوٰۃ فیٹے سے دوہرائواب ملتا۔ ایک زکوٰۃ کا اور دوسرے اصلہ جسی یعنی رشتہ داروں سے نیک سلوک کرنے کا۔ گرمیاں ہے کہ اپنے ہموں اور فرقع کو زکوٰۃ نہیں دینی چاہیے۔ جیسے ماں باپ اور میٹا بیٹی وغیرہ۔

مسئلہ نمبر ۱۰۔ سادات کرام کو زکوٰۃ لینا حرام ہے۔ کیونکہ زکوٰۃ و صدقات لوگوں کا میں ہوتا ہے۔ سبیلے یہ محمد اور آل محمد کے لئے حلال نہیں۔ سادات کی شرافت نفس اور خاندانی اعزاز کے خلاف ہے کہ سادات زکوٰۃ و صدقات پر گذر اوقات کریں۔ اور ایک متبذل پیشہ اختیار کر کے اپنی شان کو بیٹھ لگائیں
مسئلہ نمبر ۱۱۔ زکوٰۃ کے روپیے سے مسجد اور پل یا گنوں بنانا ناجائز ہے۔ ہسے لاوارث مردہ کا گور کفن بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اور نہ اس کا قرض ادا کیا جاسکتا ہے جس شخص کے پاس بقدر نصباب مالی ہو تو وہ شرعاً عنی اور مالدار ہے ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ ویٹی ناجائز ہے۔ ثوہر سیوی کو اور سیوی ثوہر کو زکوٰۃ نہیں فے سکتی۔

مسئلہ نمبر ۱۲۔ مال پر پورا سال گزر جانے پر فرما زکوٰۃ ادا کر دینی چاہیئے۔ بلاجھ تاخیر کرنے سے گناہ

ہوتا ہے جس وقت زکوٰۃ کا دوپیہی سنت کوئے تو دل میں یہ خیال کر لے کہ میں زکوٰۃ دے رہا ہوں۔ اگر یہ نیت نہ کرے گا۔ تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ دوبارہ دینی چاہیئے۔ دعایا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمان بالداروں کو زکوٰۃ کی ادائیگی اور اس کے حدود و قوانین کی خلافت و نجہد شدت کی توفیق ارزائی فرمائیں۔ اور ہماری قومی عماراتیں محکم و متواہروں والسلام علی من ایقح الحمد لله زکوٰۃ دیتے وقت دارالعلوم عزیزیہ کو نہ بھجو لئے۔ اس زمانہ میں زکوٰۃ کا بہترین مصرف طالبان علوم دینیہ میں ہیں۔ اس وقت دارالعلوم کے ایک سو طلباء کی پرسش آپ کی نوجہ پر موقوف ہے یعنی آرڈرنیام مہتمم صاحب دارالعلوم عزیزیہ جامع مسجد نبیہ ارسلان فرمادیں۔

سیدنا امام اعظم

نہ کامہ زار عالم نہیں اختلافات سے پڑتے۔ بعد حصہ انکھہ اٹھائیے ادھر آپ کو اختلافات کی خیچ ہیچ نظر نہیں۔ یوں تو نہیں کے اصولی و فروعی معاملہ میں بھی اختلاف قابل مسٹر نہیں گرتے زیادہ انہوں کس بات کا ہے کہ آج تمام نہیں پتی کے مدعاوں نے اپنی انہیوں پر تھتب کی پڑی باندھ رکھتی ہے۔ پھر باوجود اس تحدی کے ان کے دناغ تحقیق و تدقیق اور منصف فراہی کے دعووں کی آماجگاہ بنتے ہوئے ہیں۔ انہیں برخود ملطحت حضرات کے متعنن کسی صاحبِ بزرگ نے کہا ہے ہے

ہرگزم باور نہیں آیا ز روئے اعتقاد

ایں ہمہ ہا گفتون و دین پسیبر داشتن

دنیا میں عموماً اور سر زمین سہیں میں خصوصاً ایے حضرات پائے جاتے ہیں جو طعن تثییں کو اپنا اصولی نہیں سمجھدے بلیطی ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم جعلیں جیسے فقید المثال ہستیوں کے وہن صحابت و ایمان کو بخادغ لگانے کی ناکام کوشش میں صرف عمل ہیں۔ اور ایک تو ہیں جن کی شبازان روز مساعی اور اپنی انتہائی تقویں مجتہدوں عظام اور اللہ کرام کے بذات کر لئے میں صرف ہوتی ہیں۔ غلط پروپیگنڈا اور خلاف واقعہ شہرہت و اشاعت حق پر پردہ نہیں ڈال سکتے۔ لاکھ کوشش کی جائے لیکن جو حقیقت عالم وجود میں آشکارا ہو کرو اتحاد کی تائید حاصل کر جائی ہے۔ نہ رکاوٹ زبانی کلمات کے اثرات سے کوسوں دور ہے۔ ایسے ہی تھعصب خود نما اور خوبین اشخاص نے حضرت امام اعظم سراج الائمه

بوحنیفہ تجھے اللہ تعالیٰ عنہ کو بنام کرنے کی طہان لی۔ اب ان کی تمام علمی طاقتیں اپنے اسی نصبِ الحین کی تائید میں صرف ہوتی ہیں۔ نہ دینی خدمات کا احساس ہے۔ نہ مدھی اصولوں کی رعایت مطلوب ہے۔ امام حسن رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ درجہ کے متین اور متوفیہ فی الدین تھے۔ اس نے خالقین اسلام اس تین و تفہم کو اکٹھے نہ دیکھ سکے۔ تاریخ ہم واضح کرتے ہیں کہ حضرت امام اعظم تفہم فی الدین میں کس قدر رفعی اشان عدم المظہرستی واقع ہوئے تھے۔ اور ان کی دناغی قابلیت کا معیار اس قدر بلند تھا۔ اس کا فیصلہ ہم ان کے میتوں تھوڑے استلال اور فقید الشمال کا زماموں کو سپرہ قلم کرتے ہوئے ملت بیضا کے فتحہ و انجیل ہمیں نظام و علماء کی شہادیں پیش کرتے ہیں۔ اتحصال علم و سند حیرت کا سند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جالمت ہے۔

حضرت ابن مسعود کی جلالت شان :-

۱، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قرآن چار شخصوں سے سیکھو۔ اور سب سے پہلے حضرت ابن مسعود کو نامزد فرمایا۔ (بخاری)

۲، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن مسعود کے قول کو مضبوط کپڑو۔ (مشکوہ) ۳، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اگر ہم بغیر مشورہ ایہ نہیاتے۔ تو ابن مسعود کو بناتے دشمن کی دلیل، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ابن ام عبد یعنی حضرت ابن مسعود جن چیز کو میری اہمیت کے لئے پسند فروائی مجھے بھی ان کے لئے پسند ہے۔

۴، اور حضرت ابن مسعود سے فرمایا۔ کہ تم معلم ہو۔ (استیغاب)

۵، ستر قوجلیں القدر تابی ہیں فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو دیکھا تو ان سب کے علم کا سر پیغمبر ان چھوٹ کو پایا۔ علی۔ ابن مسعود۔ زید۔ ابو الدرداء۔ ابی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ اس کے بعد پھر دیکھا۔ تو ان چھوٹ کے علم کا خزانہ حضرت علیؑ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کو پایا۔ (اعلام المؤمنین لابن القیم)

۶، حضرت خذلیفہ جو رسالت تاب صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب الاسرار ہیں فرماتے ہیں۔ کہ سب سنتہ حضرت ابن مسعود سے ٹھکر کوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے نہیں (بخاری) حضرت ابن مسعود کے بعد فتحہ خذلیفہ کا دوسرا واسطہ اخذ حضرت علقمہ ابن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سران کے متحاق بولٹشی فرماتے ہیں۔ کہ شخص ابن مسعود کی زیارت سے بہرہ اندوں نہ ہو سکا۔ علقمہ کو دیکھ لے۔ علقمہ ہو بہو ابن مسعود ہیں رتہیب ص ۲۶) اور جو لوگ اسماء الرجال میں بصیرت رکھتے

میں وہ جانتے ہیں کہ علقمؑ حدیث و فقہ میں کس قدر بلند پائی گئی تھے۔ اور ان علمی م سورج کس جلال آنکھ کمال پر تھا جحضرت علقمؑ کے بعد فقہ حنفیہ کا تیسرا حصول علم کا ذریعہ حضرت ابراہیمؑ تھی میں جحضرت اہش ان کے جلالت شان کا انہمار فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "حدیث کا کوئی راوی ایسا نہیں چن کو ابراہیمؑ سے شرف نہیں حاصل نہ ہو۔ اور کوئی راوی ایسا نہیں چن نے آپ سے حدیث نہ سُنی ہو۔" (تہذیب راجعتانی)

اب حضرت اہش کی اس وضاحت نے حضرت ابراہیمؑ تھی کو استاد الحدیثین و استاد الکمل کے عنہہ جعلیل پر فائز کیا۔ ابراہیمؑ تھی کے بعد حضرت سراج اللہہ امام اخنثم رحمۃ اللہ علیہ کے بعد استاد حضرت حماد ابن ابی سلیمان ہیں۔ یحییٰ بن سعید جو امام ابجرح والمعقبی اور نقاد ہیں جماد کے سلطنت لکھتے ہیں کہ "حمداد ثقہ ہیں اور تغیری سے بہتر ہیں۔" (تہذیب ص۱۹) ابن شہر مر لکھتے ہیں کہ "حمداد سے زیادہ محتتوظ علم میں کوئی نہیں" (تہذیب ص۲۰) اور فقہ کے لحاظ سے اکمال میں ہے کہ "کان علم الناس۔" تمام لوگوں میں زیادہ علمیت رکھتے والے تھے۔ باقی ہے حضرت امام اخنثم سراج اللہہ امام الحنفیہ۔ ان کے تفقہ فی الدین علمی قابلیت۔ رغبت مرتب جلالت شان اور مہابت امام کے لئے ہملاں پاس الفاظ کہاں کہ میان ہوئیں۔

(۱) این شفیق فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوحنینیہ کا مثل و نظر نہیں دیکھا (تبیین الصحیفہ ص۲۲)

(۲) حضرت امام شافعی نے فرمایا جو علم فقہ میں تجویز حاصل کرنا چاہے وہ ابوحنینیہ کو اپنامرنی بنائے تو اکمال (۲۳) میں، یحییٰ ابن ہرون فرماتے ہیں کہ امام اللہہ ابوحنینیہ سے بڑھکر فقیہہ و پرہیزگار نہیں دیکھا۔ ان کے تین و تقویٰ کا ذکر کرتے ہیں کہ ایک روز امام صاحبؒ کسی کے مکان کے دروازہ پر دھوپ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے کہا سایہ میں چلے گئے۔ فرمایا کہ مکان والا میر امقوض ہے اس کے لئے کھر کے سایہ میں بیٹھنا اور نفع اٹھانا جائز نہیں۔ جو لوگ آپ کے تین و تقویٰ پر زبان طعن دراز کرتے ہیں یہ عرب حاصل کریں۔ (المذاقب للمرقوف)

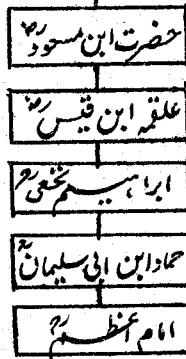
(۳) قوت استدلال کے سلطنت امام ماک فرماتے ہیں کہ اگر ابوحنینیہ اس ستون چوبی کو سونا کی خست ثابت کرنا چاہیں۔ تو دلیل سے ثابت کری چھوڑیں۔ (اماک ص۲۴)

(۴) مشہور و مسلم محدث صاحب مشکوٰۃ شافعی التدبیب اکمال میں لکھتے ہیں کہ "ولو ذہبنا ای مشاجع متابقه عالما عاملاً و رعا زاهداً عابداً اماماً مانی الافتتہ والغرض مذکور کی ہذا الکتاب و ان لم تروعنه حدیثی المنشکوٰۃ للتبریز بد لعلوم متقبہ و فور علمہ۔" یعنی اگرہم امام صاحبؒ فضائل و مکالات کی وفا

کرنے لگیں۔ تو کلام طویل ہو چاہئے۔ آپ عالم عامل پر ہبہ نگار۔ زاہد۔ عابد۔ متنقی اور امام الشیعیہ تھے جو ہم اس کتاب میں صرف ان کے دفوف علم و علوم تہذیب کے پیش نظر تبرکہ کے لیے مختصر ذکر کرتے ہیں۔

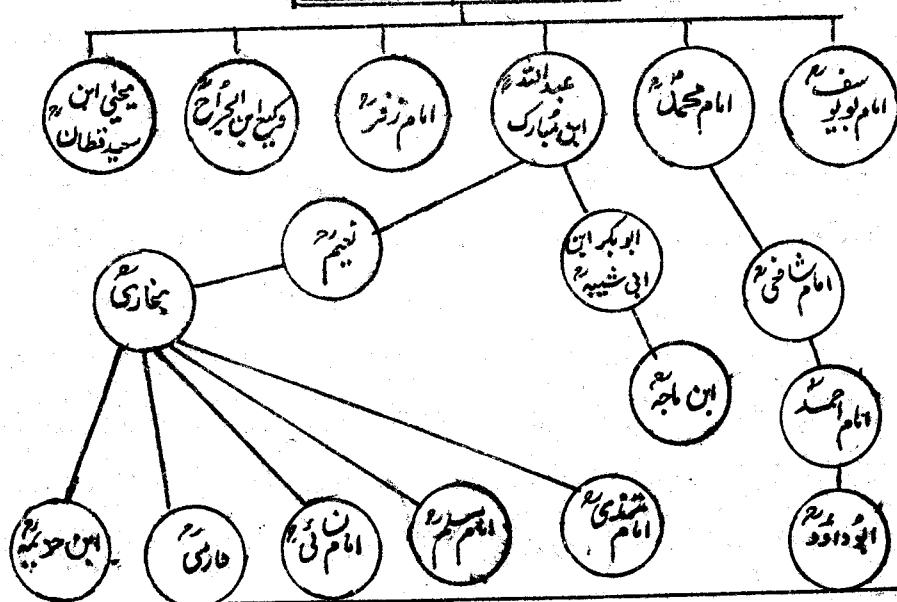
حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ علم و کمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک حب ذیل طریق سے پہنچتا ہے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم



اور جن حضرات کرام نے آپ سے شرف تبدیل حاصل کیا۔ ان کا سلسلہ حب ذیل طریق پر ہے تاکہ اصول و فروع کی وضاحت معلوم ہو سکے:

امام اعظم حجۃۃ اللہ علیہ



بنگاش سنی اور کلب علی شیعہ

کی آٹھویں ملاقات

لاز خان زادہ غلام حسین خان صاحب تبغش

کلب علی بہسلام علیک لے بگش۔ اپنا طفیلہ منانے سے پیشتر اس شبہ کا ازالہ تو فرمائیں کہ ہمارے مجتہد علی
نے جن اغراضات کو وار دکر کے خواجات دیئے ہیں۔ ان کا اپنے کوئی ذکر نہیں بھی فرمایا۔

بنگش۔ کیا آپ کو ایران کے شہر فلاسفہ سعدی علیہ الرحمۃ کا فرمودہ یاد نہیں؟ فرماتے ہیں: ”بڑا دران یوسف
کے بدر دعویٰ تھم تند۔ پیدرا باز بریث اس اعتماد نہ اندا۔“ اسی طرح سے جب بچپنی ملاقات میں آپ پر بدالیں واضح
حرب احادیث آئیں شیعہ اس مزارے سے لگان کے متواتر جھوٹ واضح کرتے۔ تو باقی اس کے متعلق مجذ
کرنے سے سوائے سیاہ نویسی کے کیا حاصل۔ تاہم اختصار سے ایک دو جملے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

را، فکر کر کہ رسول اللہ سیدہ خاطمۃ النبیوں کا میراث نہ تھا۔ ورنہ اڑواج رسول اللہ اور عباس عَمَّ پیغمبر علی
د عویا را بنستے۔

ر۲، اشتبھی اور محبوں ابی بکر راضی کے سر انہوں پر شاید ہوں۔ ہم تو ان کو پر پیش کے بہار بھیں سمجھتے۔
مسلم حضرت عائیہؓ کو قتل کے چونے کے کنوئیں میں ڈالنا امیر شام حضرت معاویہ رحمۃ اللہ علیہ پر جھوٹ
اور بہتان ہے۔ فلسفۃ اللہ علیے الکاذبین۔ جبیب السیر۔ طریق فارسی۔ شرح ابن الہیجہ
تینوں فرضی ہیں:

۱۔ ہخفاۓ بنی عباس کرش باغیوں کو مطابق حکم خدا و رسول قتل کر کے شمراد و فساد کو مٹاتے ہے۔ نہ وہ
ہمکے سادات ہیں نہ بزرگ۔ مگر بالآخر اپنی فطری سکریتی اور باغیانہ سرگرمیوں سے باز نہ آئے جن کے
اخلاف اپنی طریقوں پر چلنے والے یا گستاخین میں تا جمال اللہ کما کان موجود ہیں۔ علی حدا
قیاس کُن زگستان من بہارما

الیے جوابات سے اغراضات خود ساختہ کا خاتمہ نہیں ہو سکتا۔ اپنا طفیلہ موعودہ کو غور سے سُننا چاہئے۔
لطیفہ ۱۳۔۔۔ اب اس واقعہ نادرہ کو بھی سُننا چاہئے۔ جفڑ باقر کو قتل کر دالتا ہے۔ سلطنت
سلطنت ہے بیچ اور فریقین سب سب مان ہیں۔ باقر کے وزناء روپورٹ کرتے ہیں جس پیغیر باخوبی ہو کر
نظریہ کیا جاتا ہے۔ آخر کار بعد ثبوت بیچ حکم قصاص صادر فرماتے ہیں۔ قاتل گناہ کرتا ہے کہ حضور حنفی ہیں

گر میں خود کو مجرم نہیں پاتا۔ آپ بھی مون میں اور میں بھی یقیناً اور اس کے دشائی بھی میں
میں یہ بہ کاعقیدہ ہے جیسا کہ امام باقر اور امام جعفر صادق سبحان خدا ہم زلطان غرباً
چکے ہیں کہ لاَ اللَّهُ إِلَّا أَنَا خَلْقُ الشَّرْكَ وَ أَجْوَيْتُهُ عَلَى يَدِ شَيْءٍ مَّا
کہ شر کو پیدا کیا ہیں نے بھروس کے حق میں میرا ارادہ ہو۔ اس کے ہاتھوں سے اس کو حاری کرا
لیتا ہوں۔ اب بتاؤ۔ میرا کیا قصور۔ یہ جو اس نکر دعیوں کے علاوہ جو بھی ذمگ اور حیران
باتا ہے عقل کا مم نہیں کرنی تھی خیر ہے کیونکہ ایک طرف قاتل کے لئے چنانی کا حکم ہے۔
دوسری طرف خیر و شر پر کسانے والا یعنی فاعل خدا ہے۔ آخر کا تحقیق کے لئے ایک لکھنؤ کے مجتہد
کو بلاتے ہیں۔

حجج۔ بکیوں مجتہد صاحب۔ یہ سچ ہے کہ ہر قسم کا خیر و شر خدا کی طرف سے ہے بندہ کا کوئی اختیار
نہیں؟

مجتہد۔ ہال صاحب۔ یہ تو ہمارا سلمہ مسئلہ ہے جس کی بابت امام نجم و ششم کی مفصل
احادیث موجود ہیں۔ (کافی ص ۸۹)

حجج۔ ہال کس قدر تو میں بھی مدرسۃ العلمین کے کسی وعظ میں سن چکا ہوں مگر شاید انہوں نے از
رُوئے تفہیم فرمایا ہو۔

مجتہد۔ حضور علی! آپ بیٹا ہر دو امام سبحان خدا منوع التفہیم تھے۔ لیتے تفہیم سے منع کرنے گئے
تھے۔ (کافی ص ۱۷۴)

حجج۔ یہ تو ایک نہایت ناقابل فہم مسئلہ ہے۔ اس کا حل کس طرح ہوگا؟
مجتہد۔ جناب والا۔ درسل اماموں کی احادیث اتنی قسم کی ہیں۔ چنانچہ و دخود فرمائچے ہیں:-
احادیث آل محمد صحیح متصحیح لایومن بدہ الاملک، مقریب اونجی مرسی
او عبداً امتحن اللہ قلبہ للايمان (کافی ص ۲۵۷) یعنی اماموں کی حدیثوں کے
سمجھنے والے اور ان پر ایمان لانے والے صرف بڑے درجے کے فرشتے اور رسول کے دبیچے والے
انہیاں یا کوئی شاذ و نادر ایسا مون بندہ ہو جس کے دل کا امتحان خدا نے لے کر اُس کو ایسا ندار
قرار دیا ہو۔

حجج۔ اس وقت نہ تو سفر شتوں سے پوچھ سکتے ہیں۔ اور نہ کوئی ہمیں رسول موجود ہے۔ اور نہ کوئی
چھپے ہوئے امام کا کوئی پتہ چلتا ہے جس سے ہم انپی شکلات کو حل کیا کریں۔ اور نہ دنیا بھر

یہ کسی مومن شیخہ کا مذکون ہے جیسا کہ متصلہ طیفہ و ازوہ ہمیں آتی ہے۔ باقر۔ حضرت۔ رضا۔ چار اماموں کا ستყہ فیصلہ موجود ہے جبکہ ان کے مقدس اور بارکت زمانہ میں ایماندار شیعہ ناپیدا و مفقود کے حکم میں داخل تھے۔ حالانکہ ان کو علم غیب بھی حاصل تھا۔ اگر کوئی ہوتا تو جلا ان سے لینے کر پوشیدہ رہ سکتے۔ اور امام رضا اپنی مقدس زبان سے کہوں اس رازِ سرہستہ کو ظاہر کر کے شیوں کو زندہ درگو رکرتے۔ لوفیٹ شیعیت مآ وجد تھم الاموندین (زروضہ ص ۱۷) لہذا اس وقت تو کسی ایماندار شیعہ کا لاش کرنا ایر خیال است و محال است و جنزوں۔ تو پھر تباہہ ہماری عقدہ کثی کیسی ہوگی۔

مجتہد۔ اس بارہ میں تو ہم اسے بانیِ نسبت جفتر صاحب بھی ہکذا خرجَ الینا تکہ لاجواب ہو گئے تھے۔ (کافی کتاب التوحید ص ۲۸)

نرجح۔ اچھا کسی نہیں تلا صاحب کو ٹلا داد۔ تاکہ ان سے اس بارہ میں کچھ پوچھا جائے۔ اروپی: حضور ہیاں پر تو نے الحال کوئی نلا صاحب موجود نہیں۔ البته ایک بنگاش این سيف اللہ اندازا ہے۔ شاید اس بارہ میں وہ آپ کو سلطنت کرے۔ اچھا اُسی کو لے ڈاؤ۔

نرجح: سلام علیکم بنگاش صاحب! کیا واقعی آپ کے والد ما جو کا نام سيف اللہ الخالب ہے؟ بنگاش: وعليکم السلام ائمۃ المؤمنین! اکل واقعہ یہ ہے کہ جیسے شیوں کے امام صدیقوں کے بعد بھی باوجود کیر رسول خدا کا ان میں کوئی بھی فرزند نہیں۔ ابن رسول اللہ پہلے جائے ہیں پس ایسا ہی خالد شمشیر خدا کے ساتھ تعلق خون رکھنے کی وجہ سے اگر مجھے بھی ابن سيف اللہ اندازا کہا جائے تو کیا مضمانتیقہ۔

نرجح۔ یہ تو بتا دو۔ کہ خیر و شر کے بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟ بنگاش: میں کہتا ہوں۔ کہ ہمارے اعتقاد میں خیر و شر کا اندازہ خدا کی طرف سے مقرر شد ہے اس سے کم و بیش نہیں ہو سکتا۔ انہی محنوں میں (والقد رحیما و نشیع من الله تعالیٰ) پر ہمارا ایمان ہے۔ البته شر لعینہ بُرے کاموں پر اکسانا یا آمادہ کر کے کرنا۔ شیطان کا کام ہے۔ اور اس کے ساتھ نفس امارة کا بھی۔

نرجح: اس سہی شیعہ نے جو خود کو سلطان الوعظین فخر المنشاطین صدر المحققین ظاہر کر رہا ہے جعفر امام تک بھی لاجواب تناک ممحکو سر کسیمہ اور شسترہ بنادیا۔

بنگاش: آپ امام کی لاجوابی اور ہکذا خرجَ الینا کا مقصد بھی تو اس سے دریافت کرتے۔

نَحْجٌ - ہمارے قرۃ العینیین مزا الیوسف حین اس فقرے کا مطلب کیا ہے؟
بِحَقِّهِدِ الْجَمِیلِ وَکِی : حضور میں پہلے بھی اگدا رش کر جکا ہوں کہ اماموں کی احادیث اکثر اس قسم کی ہی ہوتی ہیں کہ انہیں فرشتے اور پھر بھی نہیں جانتے۔ سو ائے چند مقترب فرشتوں اور اعلیٰ درجہ والے رسولوں کے۔

نَحْجٌ - کچھ زبانی سے کام نہیں چلتا۔ صحیح سیمان دو۔ دروغ خلافی کا وفعہ ۱۹۳۷ء تیر چلا یا جائے گا۔
مجتہد : مدعا یہ ہے کہ ابی بصیر صحابی امام حضرت نے امام مددوح سے جب سے کہ پوچھا کہ بنہ وہ کچھ بعض کاموں پر جب خدا راضی نہیں ہوتا تو ایسے موقعوں پر خدا کے منشار اور ارادہ اور قضاؤ و قد کا کیا سُنّتی لیا جا سکتا ہے۔ تو امام نے فرمایا۔ بس اسی قدر ہم پر واضح کیا گیا ہے۔
بنگش : مزا جی! یہ تو فرماؤ۔ کہ اس مقام پر (کافی کی شرح صافی میں) لا خلیل قزوینی نے کس طرح مُونِتگانی فرمائی ہے؟

مجتہد : مجھے سپہ نہیں۔
بنگش : جس گرداب میں رافضہ کے عقاید بالطلہ کا بیڑا غرق ہو سکے۔ آپ جیسے منتخب شدہ باران دیدیں کو کیا پڑھا گے۔ اور اگر لگے بھی تو آپ کیونکہ ایسے مسلم سے شیعوں کو تاکاہ کرنے کا ارتکاب کریں گے کہ وہ الٰہ سنت کے غنیمہ خیر و شرک من اللہ تعالیٰ کے ساتھ مطابقت کھا سکے۔ تو! آپ کے شارع کا ارشاد ہے۔ بلکہ قرآن سے ثابت ہے کہ ہر واقعہ حقیقی کو کوئی کہا بھی بغیر خدا کی مشیت اپردا نذر و قضاء کے نہیں ہو سکتا۔ کیوں مزا! ذرا بول تو سہی۔ کہ ابی گندہ عقیدہ نہ کوئی کافر بھی نہیں کھتے۔

نَحْجٌ :- ۵ بہت شورستہ تھے پسلوں میں دل کا
 جو چیرا تو اک قطرہ خون نہ بیکلا

مزا جی! آپ کے خیر و شر والے زنجیر میں ہوں ہل سنت کے لئے سبائی کا رخانہ میں نہایت دماغ سوزی سے تیار کر کھا تھا۔ نصیبِ اعداء خود آپ کے امام بھی بچس گئے۔ اب کیا حلیہ اور کون سی مدبری؟
بنگش : دروغ بانی کی ٹھیکانے میں کہا جو دیلوں کی کوئی کمی نہیں۔ تاہم جو کچھ اس نے آپ پر ظاہر کیا یہ بھی غنیمت ہے۔ دروغ اماموں کے اقوال و افعال اسی بھی زیادہ محیر الحقول ہیں۔

مشکلہ : اسی کافی کتاب التوہید میں علی بن حین کا قول ہے۔ **فَاللَّهُ لَوْ عَلِمَهُ الْبُوذرَهَ فَإِنَّ** قلب سلمان لقتلہ۔ یعنی خدا کی قسم۔ اگر ابوذر سلام کے دل عقیدہ یعنی ایمان پر بخوبی تو اس سو فروقی کرتے۔ **لَوْلَمْ** : جبکہ سبیعہ صلوا اللہ علیہ کسی مسلمان کا قتل رسانوں کے نہیں جو۔ کے جائز نہیں۔ رہ خون ناحق کرنا (وہ) مرتد ہو کر اسلام سے بچھ جانا۔ رہ اشادی شد تھس کا زنا کرنا۔

جبکہ ان تینوں جرموں میں سے ایک کا بھی سلام صحابی سے صد و نو تین ہوا تھا۔ تو پھر ابوذر اس کو قتل کیوں کرتے۔ طرفہ یہ کہ قولِ آئیہ راضیۃ لہد از رسولؐ تمام صحابہ میں فقط تین نفرا سلام پر قائم ہے تھے جن میں سے دو ہی ابوذر و سلمان تھے۔ (کافی نہایت الروضہ ص ۵۹) پھر ان تینوں میں جو ہیئت کے انتہائی درجے پر فائز ہوا تھا۔ وہ صرف یہی سلام تھا۔ جناب علی نے فرمایا کہ سلام ہم اہل بیت سے ہے۔ اللہ امرَّ مَنَا أَهْلَ الْبَيْتِ (کافی ص ۲۵)

پس معلوم ہوا کہ ایسا مقرب صحابی جو اہل بیت میں شامل ہوا تھا۔ اُس نعمت کو بڑی کا بدرجہ اولیٰ مستحق تھا۔ جس کی نسبت گذشتہ حدیث میں ذکور ہے۔ او عبداً مُتَحَنَ اللَّهُ قَلْبَهُ لِلْإِيمَانِ۔ اور وہ ابوذر صحابی کے نزدیک اس لئے واجب القتل تھا کہ اس کا اتفاقاً مجرم بکفر و الحاد تھا۔ ورنہ آپ کا مدستہ المؤمنین اپنے تمام مناظر میں اور محققین کو جمع کر کے سلمان کے اس عقیدے کا پتہ لگا کر ہم پر واضح کر دیں کہ وہ کون ساعقیہ تھا۔ جس کی رو سے وہ ابوذر کے نزدیک واجب القتل تھا۔ ورنہ آدم کا اپ کو تیاریں۔ کہ اس راز سربستہ کو اصبح بن نبانہ نے صاف صاف واضح کر کے ہم کو مزید جستجو سے بے نیاز کر دیا ہے۔ وہ یہاں۔

اصبح بن نبانہ راوی نے اپنے مولا کے حب ذیل دعا وی اسے ہم کو روشناس کیا ہے :- کہ ایک روز مولا علی نے جوش میں آکر حب ذیل قہر مانی خطبہ سے صافرین پیش کنے کا عالم لامری کیا۔
۱، انا اخذتُ الْهُدُوْدَ عَلَى الْأَرْضِ أَجَّهْدَ الْأَرْضَ، یعنی ہم نے رعویں روزوں میں یہ اقرار لیا تھا۔
۲، انا لَمَلَدَى لَهُمُ السُّلْطَةَ بِسْ بِكَمْدَهْ، یعنی ان کو اور ورنی کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟!
۳، انا منشَّ الْأَسْوَدِ وَاحَدَهْ، یعنی نے رُوحوں کو پیڈا کیا۔

۴، انا صاحبُ الصُّورِ، یعنی ہم صور اسراریں کا مالک
۵، انا حَرَجَّ مِنْ فِي الْقَبُورِ، یعنی لوگوں کو زندہ کر کے قبور سے نکالوں گا۔
۶، انا جا وَزَتُ بِمُوسَى الْبَحْرِ، یعنی میں نے موسیٰ کو دریا سے پار کیا تھا۔
۷، وَاغْرَقْتُ فَرْمُونَ وَجْهَوَدَهْ، یعنی در غرق کیا تو عنان کو سہ اس کے شکر کے۔
۸، انا رَسِيْتُ الْجَيْبَالِ اَشَاهِنَاتِ، یعنی دنیا کے ٹبے ٹبے پھار ہم نے کھڑے کر دیتے ہیں۔
۹، وَفَجَّهْتُ الْعَيْنَ لِلْجَارِيَاتِ، یعنی وہ دنیا جہاں کے دریاؤں کو میں نے جاری کر دیا ہے
۱۰، انا ذَالِكَ الْنُورُ الَّذِي اَقْتَبَسَ مُوسَى رَوْسَى، یعنی وہ دنیا جہاں کو میں نے جاری کر دیا ہے
منه المهدی

نے ہمایت پائی۔

رال، اناجیٰ کا یمومت۔ الفرض میں وہ جو لاہوت ہوں جو مرے والانہیں۔ (تحفہ الشاعر عشیرہ صفا ۳) اخوند از کتاب شیعیہ شارق الانوار المیقین، بہذ اثابت ہو کہ سلمان کے ولی استفادہ کا خلاصہ یہ ہی شرکانہ تعلیمات تھیں۔

نَحْنُ نَعْذُبُ أَنْتَ وَنَعْذُبُ عَوْنَ سَبْعِي بُرْدَهْ كَرْمَهْ۔ کیا مرزا صاحب مجتهد کا حصہ ای آپ سبی
ان دعاوی کو تسلیم کرتے ہیں؟

مجتهد: حضور اکس قسم کی ردا یات قابل قبول نہیں۔ یہی علی الہی کامن گھڑت قصہ ہے۔
پیگش: دیکھو۔ جو صاحب کہیں دھوکہ نہ کھائیں۔ جو شخص جو آن حضرت کو مشکل کشا سمجھتے ہیں وہ
درحقیقت علی الہی ہوتے ہیں۔

نَحْنُ كَيْمَ كَوَيْ مَلَ شَالَ آپَ پَشَنَ كَرْكَتَهْ مَهْ۔ کیا کوئی مل شال آپ پش کر سکتے ہیں؟
پیگش: مرقومہ الصدر عقاید تو آج کل شیعوں کے ایمان کا جزو لائیک ہیں۔ (سنے دفائی

ایرانی سکاترانہ)

۵

از چیت که سُنیاں تغافل دارند ہے در دوستی علی تزلزل دارند
قوسے بخدا یش تامل نکنند ہے ایناں بخدا لافتش تامل دارند

گلستانِ حکیم قانونی ہے علی مفہوم عالم است و مسلم آدم ۵
سرزادی ایش در سرا تقدیمی ہے حکم ایش در کوست بندگی

حملہ حیدری ہے رہاندہ موئی از رو دنیل
رامشہ گل ز ناخیل

چاس المؤمنین ہے قاضی القضاۃ سہدوستان نور الہی شوستری المشہور بشہید
مدفن آگہ ہے زہر روزی دو خلقان علی ابن ابیطالب
زہ فزان دو خلقان علی ابن ابیطالب

اسی طرح سے سینکڑوں ہزاروں حوالے موجود ہیں جو نصاری سے بدرجہ بڑھ چڑھ رہیں ہیں۔ یہ
معنی صرسوال وجواب ان کے تعلیم نہیں ہو سکتے۔

نَحْنُ كَيْمَ جَهَنَّمَ صَاحِبٌ یَسَبُ حَوَالَ جَهَنَّمَ دَرَسَتْ ہیں؟ جو در حیا شرک جلی کی تعلیمات سے لبیزیں۔
مجتهد: ہاں صاحب؛ ایسے دلیے کلمات ہمایشے اسی خیرگیر کے متعلق حد تواتر کو سچ گئے ہیں۔

گونبڑا ہر خلاف اسلام ہیں تیکیں ان کی تاویلات ہو سکتی ہیں۔

نوح : ہٹ دو رہو میرے حضور سے - تم پر بھی تبرا - اور تمہاری آسی ولیٰ قاتلیت پر بھی - ایک بالسان کو تحفظِ ربویت پر بھانا کہاں کی ایمانداری ہے - نصاریٰ پھر بھی آپ سے اچھے کہ ان کا مبود قتل اعدا سے محفوظ رکھ آسمان پر چڑھایا گیا۔ اور آپ کا مقوم عالم ایک لرزدی انسان کے ہاتھ سے مقفل تول ہوا۔

بنکش : اے صاحبِ فضیلت و بصیرت - ان لوگوں کے ہمراہ تکنڈوں میں سے ایک امام باروں کی بنا بھی ہے - جو درحقیقتِ نہائیت ناپاک اور شرمناک جو ایم کے لئے شکار گا ہیں میں جن کے متعلق تفصیل میں جانا ہیں چاہتا۔

نوح : میں ہر ایک پہلو پر غور کر کے اس تجھ پر بخ گیا ہوں - کہ لکھنؤی مرزا کے اذمات عابدہ بالکل بے نبیا دبے جعل خیرو چشتی میں بکل اور من کل الوجہ "اللّٰہ چور کو تو ال کو ڈانتے" کا ہو بھونو نہ ہیں بلکہ اب تو اپنے گندہ عقاید کے ڈھانپنے سے بھی قادر ہے۔ تفکر ہوں کہ ایسے خاتر الحقل شخص کو حاکمِ شریعت مقرر کرنے میں کیا رازِ مضمیر ہے جو اول ہی قدم میں سو نکلوں ہو کر منہ کے کل گر ڈا۔

بنکش : اس پر کیا مختصر، اس فرقہ کے ٹرے بڑے القابوں والے مجتہدین اور علا میں جب ان کی تصفیقات کو بہ نظر ناہی دیکھا جاتا ہے۔ تو صاف نظر آتا ہے کہ قائم ازل نے ان کو با ریک بنتی اور دفینت رہی سے معزرا کر رکھا ہے۔

نوح : میسکر لئے اس مقام پر صرف ایک شوال کافی ہے۔ مزید حوالوں کی ضرورت نہیں۔
بنکش : جب بُن ! اس فرقہ کے نہائیت معتبر اولین امام الحدیثین محمد بن یحیوب کلینی اپنی کافی کتاب الروضۃ میں اور عمدة الحدیثین باقر مجلسی اصحابہ کی بھی اپنی کتاب حیات القوب جلد سوم م ۱۴ میں حب ذیل قسطراز میں کہ دوازدہ امام ناس اور شیعہ شبیحہ الناس اور سنیاں ننساں ہیں۔

لنٹ : چار بزرگوار امام اس حدیث پر متفق الرائے ہیں - علی جبین - زین العابدین چعفر ایسی صورت میں اس کی درستی میں کسی قسم کے چون وچار کی گھائیش نہیں۔ حالانکہ اس ایک قسم کے پہنچلی چانور بے دُم خالی النہیں اور غیر ماطمٰن ہوتے ہیں - اچھا بیکس خاطر ایسہ شیعہ ہم جلوں بے شور ہی ہی میکن عبرت کامفت ہام ہے کہ ہم کو نہاس بنانے تی خاطر لپنے اماں کو ناس کے ساتھ موسوم اور مخصوص کرائے ہیں ان کے نایج کی طرف ہنیں گئے۔

اب ذرا توجہ سے سنا چاہیے کہ کتاب ناس کوں اوصاف سے پیش فرمادا ہے :-
 سو تو ہو۔ ولائکن اکثر الناس لا یؤمِنون ۔ لیکن اکثر ناس بے ایمان ہیں۔
 بقرۃ۔ ولائکن اکثر الناس لا یشکون ۔ اکثر ناس ناشک ہیں۔
 اعراف۔ ولائکن اکثر الناس لا یعلمون ۔ اکثر ناس بے علم جاہل ہیں۔
 مائدۃ۔ وان کیثراً من الناس لفاسقون ۔ تحقیق اکثر ناس فاسق ہوتے ہیں۔
 یوں۔ وان کثیراً من الناس عن آیات العالیات ۔ تحقیق اکثر ناس ہماری آیاتوں پر غافل جھوپتے ہیں
 سوہم۔ وان کثیراً من الناس بلغوا دین کافر ۔ تحقیق اکثر ناس خدا کے دیدار سے کافر ہوتے ہیں
 بقیہ۔ ومت النَّاسُ مَنْ يَقُولُ أَمْنَا بِاللَّهِ وَمَنْ نَاسٌ مِنْ سَبَقَهُ بِيَقْنَاطِيَّةٍ مَنْ جَعَلَ
 بِالْيَوْمِ الْآخِرِ مَاهِمَ بِئْرَمَنِينَ ۔ ازبان خدا اور آخرت کا اثر رکتے ہیں جلال اللہ وہ مومن ہیں جو
 بقیہ۔ فَأَنْقُوا النَّارَ إِلَيْهِ وَقُودُهَا النَّاسُ وَلَجِأُوا إِلَيْهِ بِجَحَّاجَ ۔ بچوں آگ سے جس کے ایندھن ناس اور
 پتھر پوں گے ۔ اعدُّت لِلْكَافِرِينَ ۔

اب ہمارا یہ ناسوں سے نام بنا نام تعارف کرایا جائے۔ جو مطابق آیات سند رجہ بالا بے ایمان
 ناشک جاہل۔ غافل۔ کافر۔ منافق۔ جہنم کے ایندھن ہوں مکن ہے کہ ناس کے سخت
 شبیھہ النَّاسُ بھی فی النَّارِ وَالسَّقَرِ کئے جائیں۔ الحمد لله کہ نہ ناسوں کے متعلق کتاب خدا میں
 اس قسم کا کوئی تذکرہ یا اشارہ تک بھی نہیں۔ اللہ اللہ اس را رامست کے ماہرین علوم آئمہ کے
 مبلغین مفتی قلنی سے کیسے کوئے ہوتے ہیں۔ او ارض قرآن و صحابہ نے ان کو دایرہ عقل و انسانیت
 سے کیسے دُور پھینک دیا ہے۔ کہ گویا صشم کم عین خفہم لا یعقلون ولا یفقرون ولا یبصرون
 انہی کے حق میں نازل ہوا ہے۔ سبحان اللہ۔ اعتراضوں کے اس قدر بڑے بڑے پہاڑ بھی
 ان کی نظر وہیں سے پوشیدہ ہے۔ با وجوہ کیم مصنف کلینی کو کتاب مذکور کے سر در حق پر امام
 الحدیثین اور مجلسی کو عمدة الحدیثین نہیاں طور پر ظاہر کیا گیا ہے۔ ان ہر دو مجتہدین عظام نے ہم
 ہل سنت کو غول پیا بانی بنانے کے لئے اپنے اماموں کو کیا سے کیا بنادیا ہے۔ پس اگر ہم ایسے
 فرضی اماموں سے تبرکاریں تو ہم رکیا اalam جن کے حجاجی اور دماغ پر ہر وقت شیطان سلط
 اور ان پر اپنا وحی اور الفنا کرتے رہے۔ کیونکہ جسم مجتہدین موصوف وہی ناس تھے۔
 حالانکہ قرآن مجید القائم شیطان یعنی دوسروں خناس کو صرف ناس کے ساتھ مخصوص ظاہر
 فراگیا ہے۔ (نَشَرَ الْوَسْوَاسُ إِلَيْهِنَّا سَهْنَا وَالَّذِي يُوْسُسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ لَبِسْ ثَاثَةٍ

بھاکہ (وسواسِ خناس کا مصدر صرف صد و ناس ہی ہیں اور اس) اور وہ فقط آئمہ رافضہ ہیں۔

نَحْجٌ :- یہ تولیفیہ نہ تھا۔ بلکہ عجوبہ روزگار نگوٹہ سنایا۔

بنگش :- ہمارے سفر نجح دیکھ ! اس مزائے نامنے کیسے کرو فرستے والقدیر خدا و شرک من اللہ تعالیٰ کو درج کرنے اپنی طرف سے ۲۵ الطیفون کے مختلف پیراں میں ہماری ہنسی اڑائی ہے لیکن قادر ہے الاطلاق کا انتقام بھی ملاحظہ ہو۔ (صحابی شرح کافی جلد دوم صفحہ ۲۵) باب الجبر و القدر و الطلق قدریہ بایں عبارت است کہ جمیع قدر و تدبیر خود انجوں نسبت میدنہ چوں تنکر قرار و تدبیر اللہ تعالیٰ شدہ اند پرس حب حدیث رسول (القدر میہ جوں ہذہ الامم) گردیدہ اند۔ یعنی جو شخص بھی والقدس حنیفہ و مشترک من اللہ تعالیٰ کے برخلاف تقدیریہ اور تدبیر کو اپنی طرف منسوب کرے۔ وہ مطابق حکم رسول خدا اُس راست کا بھوس ہے۔

جاننا چاہئے کہ کوئم اوپرگش کے شیوں میں سبھی مراکے رسالہ (پے اختیار اُشت) کی بہت دھوم ہے لیکن لا خلیل قزوینی میں اسی شرح کافی کے مقتوبہ خوالہ سے نہ صرف جھوٹا ثابت ہے۔ بلکہ گمراہ آتش پرست بھی بن گیا۔ کیونکہ اس نے خدا کے خیروں سے انکار کر کے ان کو بندوں کی طرف منسوب کیا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

نَحْجٌ :- اے بنگش صاحب تیر و ترش میں تہ دل سے آپ کاش کریہ ادا کرنا ہے۔ پندرہ معوان دیکھ رہا ہوں۔ کہ نامہ دیجتہ صاحب اپنی جھوٹی تاویوں سے اس وقت فیصلت الڈی کا نیونہ بن گیا ہے۔ کیونکہ امام باقر و عجفر ہر دو اماموں کے قول کے مطابق (اماں کا بھی وہی والقدس حنیفہ و مشترک من اللہ تعالیٰ عقیدہ نکلا) حس کے ذریعہ مرا زانپے ۲۵ الطیفون میں خدا کوئی لا جواب قرار دیا ہے۔ براہ مہماں بھجے کچھ تلقین مفید تھیں سے منون فریں۔ تاکہ اپنے مسلم نما صورت کی طرح باطنی سیرت سے بھی حقیقی محنوں میں ذاتیقہ ایمان سے نائب گیر سو سکوں۔

بنگش :- نَحْج صاحب آپ کے رجوع ای لاسلام رمبارک باد دیتا ہوا عرض گزاریں۔ کہ حکیم آئیت مَنْ تَابَ وَخَلَعَ عَمَّا لَا صَالِحًا فَإِنَّكَ مُبَدِّلٌ لِّلَّهِ سُبْبَیْتَ تَهْمَ حنات آپ کے گذشتہ گناہوں کو معاف کیا جائیگا۔ اصولی دین میں ہیں۔ ما توحید رہ، بہوت رہیں محفاود۔ ان کے سوا امامت وغیرہ فروعات دین سے ہیں۔

مشلاً چار یار وغیرہ اصحاب رضی اللہ عنہم ہجین سب کے سب امام المسلمين ہیں۔ بھکم حدیث بن بیوی اصحابی کا لیخوم بایہم اقتضد یا تم احتد یا تم۔ ورنہ لفظ امام کے نیچے مطابق فرمان قرآن اس وقت کا نہ ہی۔ مدن ہوئن وغیرہ بھی امام کہلانے کے مستحق ہیں۔

دوسری دوسری موجوہ کو محرف جانے۔ اصحاب بھی کو بُرا بھلا کہے۔ ان کو مشکل کوں کا پر بھجا بھھنا جس شخص کو حضرت معاویہ اور اس کے والدہ امجد ابو سعیان یا کسی اور صحابی پڑھن یا بُرے الفاظ کہتا ہوا سئیں۔ خواہ وہ کوئی شنی یا جیلانی سید کیوں نہ ہو۔ اس کو تلقین راضی بھھنا۔ اور اس سے خود بچنا اور اپنی اولاد کو بھی بچانا۔ کیونکہ وہ اسلام کے لباس میں رہنے نہیں سمجھنا۔

سوم۔ انبیاء کو بہتر از صحابہ۔ صحابہ کو از آئمہ۔ آئمہ کو از عامۃ المسلمين تلقین رکھنا۔

چہارم۔ چار نمائیں اپنے ان میں زیادہ قریب بہ صواب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

پنجم۔ کتاب اللہ اور احادیث نبوی پر جو فرقہ بھی عالی ہو۔ اس کو مسلمان باور کرنا کیونکہ ایسا ہی رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائے ہیں۔

ششم۔ متعدد کوزنا اور تلقیہ کو منافقت کا دوسرے یا نام جان کر اس امر کا اعلان فرمائیں۔

۵

دم ز حب چار یارِ جانِ جاناں میز نغم چنگ چوں برذیل بے ہمتاۓ قرآن میز نغم چوں نگہ برقصہ موسیٰ علی عمران میز نغم چوں قدم برشام و مصروف دشت ایران میز نغم ناش تعریفیش چوں آں ناقور رحمان میز نغم	سکر تو حیدر اپر کون و امکان میز نغم نصف اول بالیقین بہتر زن صرف آخوند شد کجا اسکندر و تخت سلیمان ہم چنیں لیک آلانند قائم آں فتوحات عمر زین جہت بشنو راحم تاچہ زنگ از جوش دل صیں بیانگر بیداں اے دبیر لکھنؤی
--	--

گوی کنیت پیش پیش و من چہ پوچکاں میز نغم
 آخر الامر دعا ہے کہ خداوند قادر و توانا امت مرحومہ محمدی کو روض کے کھراں عطا۔
 سے اپنے امن و امان میں رکھکر مہدی ابن عبداللہ سے پیش پیش امیر عبد الرحمن مرحوم اور رضا
 موجودہ والے مملکت ایران جیسے حکمرانوں کو پیدا کر کے مسلمانوں کو صراط مسیقیم پر
 چلانے اور سمجھو کر لئے کی توفیق عطا فرمائے۔ تا میں ثم آمیں۔

خاتمه مضمون پر اکیل ایمانی تحفہ بصورت رباعیات پیش کرتا ہو افی الحال خصت ہوتا ہو۔

رُبَاعی

دان از سرِ خلاص دگر راهِ مجھی
یاران بنی راچیکے دستبیوئی !
پس ہر کہ بود شمن ایشان زند
ہیں در پے آں بدگ نہماز مپوئی
دشن بصحابہ بود منضوب خدا
زیر اکچینیں است په متو خبیث
یاران دخدا یان بنی را به بدھی
تشریف و تذکر بود معیوب خدا
آناملہ مرتضیش ہبہ نبغض دکین است
دشنام دہی مکروہی در لین است
با ذش ہبہ منسوب بندہب کردہ
لے دیدہ دران فہب جعفران است

زار کی حالت زار

مرزا غلام احمد قادریانی کی ایک پیشگوئی پر تقدیمی نظر

(راثر، علامہ طاulet)

مرزا غلام علوم و حکم کا اکثر و بیشتر مدارج ہند فرسودہ و بہیوہ پیشگوئیوں پر ہے۔ مرزا غلام دھرم کے کرائے کے ٹوٹے اس کی نشر و اشتاعت میں زیادہ تر وقت انہی پیشگوئیوں کے لامائی تذکرہ میں گزارتے ہیں۔ چونکہ پیشگوئیاں اکثر نکاح آسمانی والی پیشگوئی کی طرح شرمندہ ہیں نہیں سوچیں۔ اس لئے تاویلات و اہمیہ اور خرافات دیکھی کے سوا مرزا غلام داریوں کے تھیلیوں سے کچھ بھی نہیں نکلتا۔

اسی طرح کی پیشگوئیوں میں سے ایک پیشگوئی یہ بھی ہے جس کی خبر شاید یقینی نہیں اس وقت دیجی جب آجھناں مرزا وہ الہامی مجنون کھا کر جس کا جس برو غالب اینون تھا۔ استخراق میں تھے ۵

”مضھل ہو جائیں گے اس خوف سے سب جن والیں

زار بھی ہو گا تو ہرگا اس گھر طری بحال زار“

اپریل ۱۹۰۵ء میں یہ پیشگوئی شائع ہوئی۔

پیشگوئی کے متعلق قادیانی نقطہ نظر کا تھی۔ اس وقت حالاتِ زار کے متعلق خبر دیکھی جس وقت زار کی حالتِ زار کے متعلق خبر دیکھی۔ اس وقت حالاتِ اس قسم کے ہرگز نہ تھے۔

کہ قیاس سے یہ بات معلوم کر لی جاتی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ۱۹۰۵ء سے قبل نہ سہ نہیں تھی (یہ آخری زار کا نام ہے) کے ہاتھوں اس کی رعایا اس کے ظلم و استبداد کی وجہ سے سختی نالاں تھی اور چاہتی تھی کہ کسی مرح اس کے ظلم و ستم سے نجات مل جائے۔ مگر اس بات کی کسی کو جرأت نہ ہوتی تھی کہ زار پر ہاتھ دھاتھا تھے۔ ان کی خواہش جیسا کہ حالات سے ظاہر ہے یہ تھی کہ اندر وہی اصلاح نافذ کر دی جائیں تاکہ کسانوں کے حالات بہتر ہو جائیں۔ دوسرا شہر آپ پیشگوئی کے متعلق یہ ہو سکتا ہے کہ اپریل ۱۹۰۵ء میں جب یہ پیشگوئی شائع کی گئی۔ روں اور چاپان کی مشہور جنگ ہتھی ہی سنتی یہس نے مکن ہے قیاس سے معلوم کر لیا ہو۔ یونیکمین گوں کے بعد عموماً ملکوں میں سیاسی انقلاب اور بغاوتیں ہو ہیں جایا کرتی ہیں۔ اس کے سعاق یہ کہا جاسکتا ہے کہ اول تو جنگ کے دوران میں بھی کوئی دشمن سے نہیں کہہ سکتا کہ فلاں فرقی کو شکست ہو گی۔ پھر ۱۹۰۵ء میں روں کی بھروسی اور بری طاقت چاپان سے کئی گنازیا درد تھی۔ اور قیاس تو یہ چاہتا تھا کہ روں کی فتح ہو۔ مگر پیشگوئی اس کے عکس کی گئی۔ جو حالات کے طبعی تاریخ کے مخالف تھی۔ پھر پیشگوئی کے الفاظ بتاتے ہیں کہ زار کی حالت زار اس موجودہ جنگ کے پیٹ میں آ جائیں گے۔ یعنی جنگ یورپ میں اس گھریلوی کے لفاظ بتاتے ہیں کہ وہ خاص گھریلوی کسی دوسرے حادثہ کے دوران میں زار پر آئیں گے۔ جب اس کی اپنی حالت زار ہو گی۔ پھر اس پیشگوئی میں روں کے متعلق کوئی ذکر نہیں۔ اس میں تو زار کی ذات کے شرط پیشگوئی کی گئی ہے جو قیاس سے معلوم نہ ہو سکتی تھی۔ اس پیشگوئی کے متعلق قادیانی جو کچھ بھی کہتے ہیں وہ اس سے زیادہ نہیں ہوتا جو ہم نے مختصر طور پر انہیں کے الفاظ میں بیان کر دیا ہے۔

شققیح :- قادیانی نقطہ نظر کی وضاحت کے بعد آپ کو معلوم ہو چکا ہو گا۔ کہ پیشگوئی کی تقدیر و وقت اُسی وقت ہو سکتی ہے جب کہ وہ اس قسم کی ہو کہ شخص ظن و قیاس اور اتفاق کی زفارے نے معلوم ہو سکتی ہو۔ اگر اتفاقات کی زفارے سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ فلاں شخص پر ذلت آنے والی ہے۔ اور کوئی علام احمد امداد کریہ کہدے ہے کہ فلاں شخص چند دنوں تک ذلیل ہو چکا تو یہ پیشگوئی ایک بے وقت بکاؤں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھیں گے۔ اگر حالات و وقایع سے قیاس کر کے کوئی بے سنگھرہ بہادر قبل از وقت کوئی بات کہے۔ تو یہ کوئی ایسی

مخصوص چیز نہ ہوگی جسے دوسرے نہ کر سکیں۔ غرض میں مدد فرقین سمجھئے کہ پیش گوئی ایسی ہوئی چاہیے جو قیاس وطن پر مبنی نہ سمجھی جاسکے۔

ہمارا دعویٰ اس کے بعد ہمارا دعویٰ ہے کہ "زار کی حالت زار کے متعلق مرزاجی کی دوسری پیش گوئیوں کی طرح یہ بھی حالات و واقعات سے اندازہ کر کے مخفف نام و تخفیف کی بنابر کر دیکھی ہے۔ مرزاجی کے سامنے ایسے واقعات موجود تھے کہ ان کی بنابر مرزاجی تو کیا لئے گا چیز اور گھٹا موپی بھی بڑی تعدادی اور زور سے اسی طرح کی پیش گوئی کر کے اپنے ہم ہونے کا سکتہ جما کئے تھے ہے۔

ثبوت دعویٰ اکتوبر ۱۸۹۵ء میں نولس ثانی تخت پر بیٹھا۔ مگر لوگ اس کی شخصیت نہیں سے مطمئن نہیں تھے۔ زار کی ناچھرہ کاری ظلم اور غلوب الخصیبی کے میشی نظر بڑے بڑے سیاست دانوں نے روس کی تباہی اور زار کی تباہی کے متعلق خطرات کا انہیار کر دیا تھا۔ گرچہ وہ وجہ دلہام کے دعی نہ تھے۔ اس لئے اس چیز کو انہوں نے بطور پیش گوئی نہیں پیش کیا۔ مرزاصاحب نے اپنی سیاست دانوں کی روایاتی کر کے اسی چیز کو بطور پیش گوئی جھلاؤ کے سامنے بیان کر دیا۔ بست لامیے اور قسم کی پیش گوئی کرنا اگر کوئی بہت بُتا کمال ہے۔ تو آج ہر اخبار میں عامی و واقعات و حالات کا اندازہ کر کے سٹہ پریس سیاست کی تقریبی پڑھنے کے بعد دعی نبوٰت والہام ہو سکتا ہے اور پھر کوئی وجہ نہیں کہ مرزاعلام احمد توپی اور امور بن اللہ نظیر ہے۔ اور آج کا عامی جھوٹا اور بتی کہلائے باقی رہا اس بات کا ثبوت کہ رومنی سٹہ ہیر کی رائے زاد کے متعلق وہی تھی جو ہم نے کہھی ہے۔ تو اس کے لئے تاریخ کی شہادت کے علاوہ مرزائیوں کے مشہور رسالہ ریویا اف ریجنسر کی اشاعت جنوری ۱۹۳۵ء سے ذیل کا اقتباس ملاحظہ فرمائیے۔

"الخرض آخر ۱۸۹۵ء میں پادشاہ ایسکندر کی دفاتر ہو گئی اور نولس ثانی کی تابوچوی کی

رسم ادا دیگئی۔ مگر لوگ مطمئن نہیں تھے کیونکہ ان کو نہیں کی شخصیت میں روس کی تباہی نظر آرہی

تھی۔ یوگوں کو اس کے ساتھ مجتہ کا تخلیق نہ تھا۔ بلکہ شدید خوف اور خطرہ کے جذبات کے درمیان

اپنے تخت نہیں ہے۔ کوئی دنی (Count written) Count)، جو کہ روس کا قابل ترین

سیاست دان تھا۔ کی رائے زار کے متعلق اچھی نہ تھی۔ اس کو اس سے نفرت سے اور زار

کی ناجربہ کاری کی وجہ سے ہر دم روں کی تباہی کا اس کو خطرہ تھا۔ ایک اور سیاست دان کی رائے تھی۔ کہ تمہارا نکولس دور حاضرہ کا پال (Paul) ثابت ہو گا۔ (پال اول ملکہ کی تھرا ائش کا بیٹا ۱۸۹۷ء میں تخت نشین ہوا۔ اور ۱۸۹۸ء میں رعایا کے ہاتھوں قتل ہوا تھا۔ وہ بھی زار کی طرح سخت نظام مغلوب الغضب اور یہم بخوبی تھا) جنیں شیر دین کی رائے تھی۔ کہ نکولس کی حالت ایک بو سیدہ بودی ہے کی ہے جس کو دھونا بھی مشکل ہے غرضیکہ تمام سیاست دان اور عین نگاہ رکھنے والوں کی نظر میں زار کا عہد حکومت روں کے لئے مصائب اور مشکلات کا پیش خیر تھا۔

فرائیں جب روں کے عوام کو نکولس کی تھیست میں روں کی تباہی انظر آرہی تھی۔ اور وہی بات مرزا غلام احمد نے کہدی۔ تو لوں اچنبا ہو گیا۔ روں کے سیاست دان جب مرزا جی سے بہت پہلے نکولس کے مستغل کہہ چکے ہیں۔ کہ وہ رعایا کے ہاتھوں قتل ہو گا۔ تو وہ قوبنی نہ ہوئے بلکہ چند سال کے بعد جب مرزا غلام احمد آف قادیان نے وہی بات نقل کر کے جملائے سندھستان کے سامنے پیش کی۔ تو وہ نبی بھی بن گیا۔ اور یہم بھی ان لیا گیا۔ اگر نکولس ثانی کی حالت زار کے مستغلت خبری سے کوئی شخص بنی بن سکتا ہے تو روں کے عوام اور روں کے سیاست دان بدجھے اولیٰ اس بات کے مستحق ہیں۔ کہ انہیں نبی مانا جائے۔ اور اگر وہ نبی نہیں مانے جاسکتے تو یہ پیش گئی جو سو اسراف نقل کی حیثیت رکھتی ہے۔ مذہ اصحاب کے لئے بھی کوئی قابل فخر دیباہت نہیں ہو سکتی۔

دوسری بات جو ہم ذکر کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ جشن تاج پوشی کے دنوں میں ایک دن جب زار تمام گروں کا طافت کر رہا تھا۔ ایک گرجا میں عبادت کرنے ہوئے اس کا شاہی عصا ہاتھ سے گڑا جس کوتام پادر یوں۔ دزرا اور پلک نے روں کی ملکت اور تباہی کا میش جی تصور کیا۔ اور یہ واقعہ مرزا غلام احمد کو بھی اس پیشگوئی سے پہلے معلوم تھا۔ چنانچہ بھی گھس ہوئے عصا کے متعلق انہیں خواب آئی۔ کہ وہ ان کے ہاتھ آگئیا ہے۔ اس خواب کے اصل الفاظ یہ ہیں:-

” میں نے دیکھا کہ زار روں کا سوٹا بیرے ہاتھی گیا ہے۔ اور وہ بلا ملبہ اور خوبصورت ہے۔ پھریں نے غور سے دیکھا۔ تو وہ بندوق ہے۔ اور یہ علوم نہیں ہوتا کہ وہ بندوق

ہے بلکہ اس میں پوشیدہ نالیاں بھی ہیں۔ گویا بظاہر سوٹا معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ بندوق بھی ہے۔ ” الحکم جے نمبر ۱۹۰۳ء

یہاں اس سے بحث نہیں کہ یہ خوب سچا ہے یا جھوپا۔ اور نہ اس سے مطلب ہے کہ حبس کو مزاجی نے ہاتھ میں کپڑا وہ درال کیا شے ہے یہاں یہ دکھانا مقصود ہے۔ کہ مرتضی صاحب کے عصائی شایہی کے گرنے اور اس کے متعلقہ واقعات کا پیشگوئی کرنے سے پیدا علم ہے۔ اور چونکہ عصائی شایہی کے گرپنے سے روس کے پادریوں روس کے سیاست دانوں اور روس کے عام شہروں نے متفقہ طور پر یہی نتیجہ نکالا۔ کہ اب نکلوں کی خیر نہیں اور اس واقعہ کو روس کے لئے منجوں شمار کیا گیا۔ تو انہی واقعات کو پیش نظر رکھر مزاجی نے بھی پیشگوئی کر دی۔ جسے پیشگوئی کہنا درال علطہ ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ روس کے عوام نے جو بات عصائی شایہی کے گرنے سے اخذ کی۔ مرتضی صاحب نے آسے اپنے الفاظ میں ہمایے سانے رکھ دیا۔ اگر یہ چیز پیشگوئی ہے تو روپی پادریوں کی ہے۔ روپی سیاست دانوں کی ہے۔ روپی عوام کی ہے۔ نہ ایک ناقل محض کی۔ اور اگر اس پیشگوئی سے نبوت و تجدید یا کم از کم دلیلت ثابت کی جاسکتی ہے۔ تو روپیوں کے لئے۔ زکر قادیانی کے غلط نویس کے لئے جو نقل را ہم عقل با یہ کے سعیار پہنچ پورا نہیں امتننا۔ قادیانی ان واقعات سے اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ مزاجی کس قسم کی پیشگوئیاں کرنے تھے عادی تھے۔ اور ان پیشگوئیوں کی حقیقت کیا ہے۔

لولہک رنج ربانی از فلم مرزاۓ قادریانی

(از سولوی سید امداد اللہ صاحب وجہا خوب صلح جا ندہر)

بعض لوگوں کا خیال ہے۔ جن میں اکثری روشنی والے اصحاب بھی شامل ہیں۔ کہ مزائی قادریانی دین کا بڑا مبلغ معا۔ اس نے بہت سی اسلامی خدمات کی ہیں۔ مولوی لوگ محض لوگوں کے روشنی بھرا نے کے لئے اُس کو کافر کہتے ہیں۔ اس لئے خیال ہوا کہ کچھ عصریں مرتضی صاحب کی ناظریں کے پیش کر کے انصاف کا طالب بنوں۔ امید ہے کہ اگر اجاتب منصفانہ نظرے غور فرمائیں گے۔ تو پورہ بس تیجہ پر پچ جائیں گے کہ قادریانی کا نیجر مرزا علام احمد دکاندار حضرت عیسیٰ کی شان میں بخت گستاخ اور بے ادبی کا شخصیکد دار ہوتا ہے اس فیہے داعی کافر تھا۔ قوہیں میخ نہیں | میخ کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھکر

ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ بنی کو اس پر ایک فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا۔ اور کجھی نہیں مٹنا گیا۔ کہ کسی فاحشہ عورت نے آگر انی کمائی کے مال سے اُس کے سر بری طریقہ ملا تھا۔ یا اپنے ہوں اور سر کے باول سے اُس کے بدن کو چھوڑا تھا۔ یا کوئی بے تعلق جوان عورت اُس کی خدمت کرنی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا۔ مگر میسح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصتے (کنجروں سے میل جل کے) اس نام رکھنے سے مانع تھے۔ ملاحظہ ہو آخری درج ذیل احادیث کا۔

توہین میسح نمبر ۳ { آپ کا خاندان بھی نہیں تھا اور سطہر ہے یعنی دادیاں اور نانیاں آپ کی ہوں میسح نمبر ۳ } زنا کار اور سی عورتیں شخص جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور نہ پیر ہے۔ مگر شاید یہ بھی ایک خدائی کیلئے شرط ہوگی۔ آپ کا کنجروں سے میلان اور جنت بھی شاید اسی وجہ سکر ہو کہ جدیدی مناسبت دریمان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کھری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا۔ کہ وہ اُس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لے گا۔ اور زنا کاری کی کمائی کا ناپاک عطر اس کے سر پر ہے۔ اور ائمہ باولوں کو اُس کے پریوں پر ہے۔ سمجھنے والے سمجھلیں کہ ایسا انسان کس حلپن کا آدمی ہے۔

ہے ضمیمه بخاتم آنحضرت مکھ حاشیہ۔

حضرت! باری تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کے خاندان کی تعریف فرمائی ہے۔ اور مژرا تاریخی نے خاندان میسح کی جس قدر توہین کی ہے۔ وہ آپ نے دیکھی۔ کیا اب بھی مزرا کے کفر میں کوئی شک ہے؟ مزرا کی کہا کرتے ہیں کہ مزرا صاحب نے عیسیٰ کو جزا نہیں کہا۔ بلکہ یوں کو کہا ہے۔ تو تم کہو کہ دیکھو اپنے گروکی کتاب توضیح المرام ص ۲۷۔ باطل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کی رو سے جن بیویوں کا اس وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے۔ وہ دونبی ہیں۔ ایک یعنی جس کا نام ایلیاہ اور ادریس بھی ہے۔ دوسرے میسح بن مریم جن کو عیسیٰ اور یوں بھی کہتے ہیں۔ مزرا بیو۔ اب لطف ہوتا۔ کہ مزرا صاحب کی پیاری سے فیصلہ ہو گیا۔ شرم۔ شرم۔ شرم۔

توہین میسح نمبر ۴ { ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر علام احمد ہے دوسریں اور دو اولیٰ مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ۴ تھے میں میری جان ہے۔ اگر میسح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں۔ وہ ہرگز نہ کر سکتا۔ اور وہ نشان جو مجھے نے طاہر ہے ہے ہیں۔ وہ ہرگز نہ رکھا سکتا۔ اور خدا کا فضل اپنے سے زیادہ محبود پر پاتا۔ کشتی فرج ص ۵۷۔

توہین میسح نمبر ۴ } مفسد اور مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں میسح ابن مریم کی

عزت نہیں کرتا۔ بلکہ مسیح توحید میں تو اُس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں۔ کیونکہ پہچن
ایک ہی داد کے بیٹے ہیں۔ نہ صرف اس پر بکھر میں حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہشیروں کو بھی
مقدس سمجھتا ہوں۔ کیونکہ یہ سب بزرگ مریم قبل کے پیٹ سے ہیں۔ اور مریم کی وہ شان ہے
جس نے ایک دت تک اپنے شیئں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگانِ قوم کے نہایت اصرار پوجہ
حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے تھے۔ کہ بخلاف تعلیم توبیت عین محل میں کیونکہ نکاح
کیا گیا۔ اور قبل ہونے کے عہد کو کیوں ناقص نہ لٹا گیا۔ اور بعد ازدواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی۔
یعنی باوجود یوسف بخار کی پہلی بیوی ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی۔ کہ یوسف بخار کے نکاح
میں آفے۔ گریمیں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابل
حرسم تھے نہ قابل اعتراض۔

حاشیہ: یہ مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یہود کے حقیقی بھائی
اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھیں۔ کیتھی نوح صدا۔

فہ حقیقی بہن بھائی ان بچوں کو کہتے ہیں۔ کہ جن بچوں کا باپ اور ماں ایک ہی ہوں۔ اس
بیان کی رو سے حضرت مریم کا حمل جو نکاح سے پہنچا۔ اگر اس کو قدرتی یا غیر کا تسلیم کیا
جائے تو باقی یوسف اور مریم کی اولاد حضرت عیسیٰ کے لئے حقیقی بھائی بہن نہیں میں سکتے۔ البته اگر
اس میں کی نسبت یوسف کی طرف بقول مرزا صاحب کی جائیگی۔ تو مرزا صاحب کی کلام درست
ہو سکتی ہے لیکن اس صورت میں حضرت مریم کا زانیہ ہونا اور حضرت عیسیٰ کا ولد المرام ہونا
انہرمن انسس ہو جائیگا۔ شرم۔ شرم۔ شرم۔

توہین مسیح نمبر ۵ [پس ہم ایسے نہاپک خیال اور تکبیر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک
توہین مسیح نمبر ۵ رکھلا انس آدمی یعنی فرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیگا کہ اس کو بھی
قرار دیں۔ خبیثہ انجام آتھم د۔]

توہین مسیح نمبر ۶] اور جب مجذہ مان لگا گیا۔ تو یہود صاحب فڑاتے ہیں۔ کہ حسن اسکار اور
توہین مسیح نمبر ۷] بدکار لوٹ مجھ سے مجذہ مان لگتے ہیں۔ ان کو کوئی مجذہ دکھایا نہیں
جا سکتا۔ دیکھو۔ یہود کو کیا سوچی۔ اور کسی پیش بندی کی۔ اب کوئی حسدام کار اور بدکار بننے تو
اس سے مجذہ مان لگے۔

توہین مسیح نمبر ۸] ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ اپنے

نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے، مگر میرے نزدیک پر حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے۔ اور یہودی ائمہ سے کسرنگاں لیا کرتے تھے ضمیمه انجام آقہم ص ۹۔

توہین مسیح نمبر ۱۷ { یہ بھی یاد ہے کہ آپ کو کسی قدر حجوم بولنے کی بھی عادت تھی۔ لَا

لَوْهِنْ يَعْلَمُ حِمْرَةً حَوْلَ وَلَا قَوْةً إِلَّا بِاللَّهِ ضَمِيمَهُ أَجْمَامَ آقْهَمَ ص ۹۔

حضرت اکیا ایسا گستاخ مزاٹے قادیانی ایک منت کے لئے بھی سلمان کملانے کا استحقی ہو سکتا ہے۔ ہرگز ہرگز نہیں۔

توہین مسیح نمبر ۱۸ ایسا یوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے توہین مسیح نمبر ۱۸ کہ آپ سے کوئی حجوم نہیں ہوا۔ اور اس دن سے آپ نے حجوم لانگئے والوں کو گندی گالیاں دیں۔ اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھیک رایا۔ اُسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا۔ اور نہ چاہا۔ کہ حجوم ہاگ کر حرام کار اور حرام کی اولاد نہیں۔ ضمیمه انجام آقہم ص ۹ حاشیہ۔

توہین مسیح نمبر ۱۹ امکن ہے کہ آپ نے معمولی تبریز کے ساتھ کسی شب کو روغیرہ کو اچھا کیا توہین مسیح نمبر ۱۹ ہو۔ یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہے۔ مگر آپ کی قسمتی سے اُسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے جیاں ہو سکتا ہے۔ کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے۔ اُسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت ہٹلتی ہے۔ اور اُسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ اگر آپ سے کوئی حجوم طاہر ہجوم نہ ہو۔ تو وہ حجوم آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا حجوم ہے۔ اور آپ کے ہاتھ میں سوائے سکرا در فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔ پھر افسوس کہ نالائیں عیاٹی ایسے شخص کو خدا بنار ہے ہیں ضمیمه انجام آقہم ص ۹ حاشیہ۔

توہین مسیح نمبر ۲۰ حضرت مسیح ابن میرم اپنے باپ یوسف کے ساتھ باسیں ۲۲ سال کی مدت

توہین مسیح نمبر ۲۰ ایک بخاری کا کام کرتے رہے۔ ازالۃ الادعہم ص ۹ حاشیہ۔

توہین مسیح نمبر ۲۱ یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچا یا۔ اُس کا

یا پرانی عادت کی وجہ سے نہستی نوح ص ۹ حاشیہ۔

حضرت گو شراب پہلے زمانہ میں حلال تھی لیکن کسی بھی کاشترب پینا ہرگز ثابت

نہیں ہے کیونکہ بنی کا ہر قول افضل امت کیلئے واجب العمل ہٹا رکتا ہے۔ اور شرب نشہ کی وجہ سے انسان کو اپنی عقل میں رہنے نہیں دیا کرتی۔ حالانکہ یہ امر تبلیغ کے سراسر منافی ہے۔ لہذا یہ مزاحا سے اسرائیل ہے۔

توہین سچ نمبر ۱۴ میرمیں یعنی نے دی حقی محض عیسیٰ کو شفا

توبہ نہیں کیا۔ میرمیں سے شفا پائیگا ہر ملک و دیار (دوشین اور دوست) توہین سچ نمبر ۱۴ | ہم نے بارہ سمجھایا کہ عیسیٰ پرستی اور رحم پرستی سے کم نہیں آنکھ صدایک دلائلیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔ انجام

آنکھ صدایک دلائلیا کے بیٹے کا نام غالباً رام چندر ہے۔

توہین سچ نمبر ۱۵ | ۵ ایک نتم کہ بہت ذات آدم

میں وہ ہوں جو بشرتوں کے ساتھ آیا ہوں۔ چھپنی کو کیا طاقت ہے کہ میرے مہر پاؤں رکھے۔ ازالہ اور امام صدای۔

توہین سچ نمبر ۱۶ | ۶ میں پسچ پسچ کہتا ہوں کہ سچ کے ناتھ سے زندہ ہوئے نے والے مر گئے دگر مرے گا۔ انا اللہ اولہم صدای۔

مزرا فی دوستو! پھر کرشمچی مہاراج مزا صاحب کیوں درگئے جن کے پاس آب حیات کا پیشہ کرتا ہے۔

توہین سچ نمبر ۱۷ | ۷ کچھ تجھ سے ہیں کرنا چاہیے کہ حضرت سیح نے اپنے دادا سیمان کی طرح عقل سے بعد سمجھی نہیں۔ کیونکہ حال کے زمانہ میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ اکثر صنایع (کارگر) ایسی ایسی چیزیں بناتے ہیں جو وہ بلوتی بھی ہیں۔ اور بلوتی بھی ہیں۔ اور درم بھی ہاتھی ہیں۔ ازالۃ الارکام ملکا د ۱۹۔ لاہوری۔

میرے دوستو! کیا ایسی توہین بھی مرن کی کرنے والا کافر نہیں ہے؟ تو اور کون ہے؟

مراوی مانصیحت بود و قشیم

حالات با خدا کردیم و قشیم

اکیل شیعی مولوی کا وعظ

پھر دہوئی رات کا چاند کبیوں کامل ہوتا ہے

یوں تو حضرات شیعہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف ایسی دلخواہ کہا ہے کہ منسوب کر رکھیں جیں جو کوشش کر خالقین اسلام کو اسلام بڑھنے کا موقعہ ملتا ہے۔ اور وہ مذکورہ آڑاتے ہیں میشنا یہ کہ آں جناب نے بھیپن میں جب بجالت شیر خوارگی ہجہ میں لیٹے ہوئے تھے۔ اپنے گرد و پیش ایک چار جناب ایڈھر ایڈھر ہوتے تھے۔ اور لگ بھیاپ نے آؤ دیکھا نہ تائی۔ اڑ دھنے کے دونوں جبڑے چھیکے ادھر ادھر چھینکیدے ہیں۔ اور لوگ ہم پنی اس شجاعت و کرامت کو دیکھ کر انگشت بندناہ ہو گئے۔

اور کہ محرکہ خیر میں آپ نے ایک بڑا آہنی دروازہ جس کو چالیس طاقت درجنان بخشل بند کیا کرتے تھے۔ اکھیڑ کر تھیلی پر کھلیا۔ اور اس سے ڈھال کا کام لیتے ہے۔

اور کہ محب کا فوجب زین سوار ہو کر اپکے مقابلوں میں آیا۔ تو اپنے اس پر اس زدستے نواز اکابر کی دار کی۔ کہ سوار۔ اس کی زین اور گھوڑے کو گھٹات ہوئی طبقات زین کو یہی چہرتی تھی۔ حتیٰ کہ اس بیل کے کٹ جانے کا بھی اذریثہ ہو گیا جس نے زین کے ساتوں طبقات کو اپنے سینگ پر اٹھا رکھتا ہے۔ تب جریل کو حکم ہوا۔

اپنے پسل کی پشت پر رکھ دے۔ تاکہ وہ کٹ جانے سے محفوظ رہے لیکن تو اور نے جیہیں کے پر بھی کاٹ ڈھلے۔ قیام بھج ب اسی قسم کے وہ افسانے بھی ہیں۔ جو حال میں اخبارات النجم۔ پیغمبر اسلام وغیرہ میں شایع ہوئے ہیں مکہ حضرت علی کے پاس ایک دفعہ کوفہ کے لوگ دریافت کی طغیانی کی شکایت لے کر آئے۔ آپ خچر سوار ہو کر موقعہ پر پہنچے اور دریا کو جھپٹری ارسی۔ وہیا کا چڑھاؤ فوراً اُتر گیا۔ اور دریا کی تمام مچھلیوں نے حاضر ہو کر آں جناب کی سلامی ٹاتری لیکن دوسم کی مچھلیوں نے سلامی نہ دی جو اس قصور کے باعث قیامت تک حرام ہو گئیں۔ اور کہ ایک دفعہ ان حضور برسریمہ وعظ فرمائے تھے کہ ایک بڑا سانپ اپکے پاس آیا۔ اور کان میں کچھ کہکرو اپس چلا گیا۔ مدیافت پر آپ نے فرمایا۔ کہ یہ ہنون کا بادشاہ تھا۔ بوجحمد سے یادے لئے آیا تھا۔ اور کہ کبوتروں کے پاصل اس لئے سرخ ہیں۔ کہ بوقت شہادت امام حسن بن ان کے پاؤں خون سے لٹ پت ہو گئے تھے اور اس وجہ سے اس کی یادگار میں ان کے پاؤں ہمیشہ کیسے سرخ ہو گئے۔ وغیرہ وغیرہ خرافات۔

لیکن حال کے شیعہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ پرانے افسانے ہیں۔ جن سے ہم کو تلاقی نہیں ہے۔ مگر ہم

آپ کو ایک ایسے مشہور شیعی مولوی کے عنخدا کا ذکر نہیں ہے۔ یونیوں میں جیج عالم اور بڑے مناظر سمجھے جاتے ہیں یعنی مرتضیٰ احمد علی امرت مری حال کلرک محکمہ اکاؤنٹنٹ راولپنڈی۔ آپ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے اپنے مصنفوں رسالہ الانصاف میں اس حقیقت کو بے نقاب کیا کہ شیعوں کے نزدیک قرآن موجودہ نہ صحتی ہے۔ اور اس میں صرفی تجویز غلطیاں ہیں۔ اب اس قرآن میں بھی بناسکتا ہوں۔ (العیاذ باللہ) حالانکہ شیعہ حضرات نے اپنے اس عقیدہ کو صحیح راز میں رکھا ہوا تھا۔ اور وقت پر اس عقیدہ سے انکار کر دیتے تھے۔ نیز اب بھی وہ حضرت میں جنہوں نے مسجد بھور دلی پئڈ دادخان کے دیوانی مقدمہ میں عدالت دیوان سینیارام صاحب سینیئر سب جو جہلم میں شہادت دیتے ہے اپنے حلقوں میں یہ گہرہ افشاںی کی تھی۔ کہ ہم اصحاب شاہزاد کو مون نہیں سمجھتے اور ان کو لعنت و بترا رکھتے والوں کو جو مسلمان سمجھتے ہیں۔ اور کہ حضرت علیؑ کو گالیاں دینے والا بھی مسلمان ہے (حالانکہ شیعوں کی کتاب جامع عباسی میں تصریح ہے کہ حضرت علیؑ کو گالیاں دینے والا کافر واجب القتل ہے)

یہی وہ شیعی مناظر ہیں جن کو خاکسار کے مقابلہ میں بمقامِ کندیاں ضلیع میاں والی ایسی ذلت اکیزیٹ کت ہوئی۔ کہ اس کے بعد پھر میرے سامنے آئے کہ کبھی جذبات نہیں ہو سکی۔

حال میں بمقامِ صحیح اپنے شیعوں کی ایک مجلس میں وعظ کیا۔ اور عجیب نکستہ بیان کیا۔ کہ چوڑیوں رات کا چاند کیوں کامل ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ چونکہ اُس رات کا چاند چوڑا، کو ما نہے والا ہوتا ہے۔ اس وجہ سے کامل ہوتا ہے۔ حاضرین نے جن میں زیادہ تعداد ڈووم۔ مرسی۔ مسلکی۔ قلندروں وغیرہ کی تھی۔ شیعی داعظی خوب داد دی۔ اور آپ اس نکتہ آڑن پر خوشی سے اپنے جامدہ میں پھوے نہ سملتے تھے۔ کوئی ان عقل کے انہوں سے پوچھے کہ تم تو اتنا دعویٰ کیا ہلاتے ہو۔ پھر بارہویں رات کا چاند کامل ہونا چاہیئے بعلو مہما۔ کہ "انتیس" روز تو چاند سُنی رہتا ہے۔ اس لئے اقصیٰ رہتا ہے۔ صرف ایک روز شیعیت کا جامدہ پہن کر نکلتا ہے۔ اس لئے کامل و مکمل ہو جاتا ہے۔ اور مرتضیٰ احمد علیؑ نے نظر سے یہ صداقت نہیں۔ شیعیہ کی ایک روشن دلیل ہے۔

بین عقل و دلش بب پیگریت

کشف الخطأ میر شیعوں حال ہیں ایک سالہ شایع کیا ہے جس میں بزرگ خود سوایت قرآنیہ سے ارسال الدین فی القصولة پر استدلال کیا ہے۔ مولانا سید غلام حنف شاہ صاحب پیر بدی نے کشف الخطأ کے نام سے اس کا عدله روتا لیف کیا ہے۔ غیرہ غیرہ۔ رسالہ کیجئے سے تعلق رکھتا ہے قیمت ۲ روپیہ کا پتہ۔ تاجر مسلا شمس اللام کام بصیرہ (پنجاب)

مرزا قادیانی کی علمی فاہدیت

ناظرین کام! حساب۔ جزافیہ۔ تاریخ۔ صرف و نحو۔ معنافی۔ طب۔ فقہ۔ حدیث۔ اصول حدیث۔ تفسیر۔ کلام وغیرہ کے متعلق تو مرزا صاحب کے اغلاط ظاہر ہیں۔ اب دوسرے علوم و فنون کا نہ رہنے ملاحظہ ہے۔ علم منطق | دا، سرمهہ چشم آریہ ص۲۹ لامہری مطبع۔ اسی واسطے صناعتِ منطق میں قضیہ ضروری مطلقة مطلقة سے اسی واسطے اخْص سمجھا جاتا ہے۔ یہ اس قدر غلط چیز ہے کہ مرقاۃ المنطق پڑھنے والا بہت سی طالب علم بھی جانتا ہے کہ دائمه مطلقة اعم مطلقات ہے۔ اور ضروریہ مطلقات اخْص مطلقات ہے بین مزاجی کی منطق بھی نئی بلکہ اٹی ہے کہ دائمه مطلقة کو اخْص مطلقات بنادیا۔ اور ضروریہ مطلقات کو اعم مطلقات۔

۱۲، ہجگ مقدس صک و ازالہ اولام ص۲۸ طبع اول میں مزاجی لکھتے ہیں کہ جنت کی ایک قسم جس کو استقراء کہتے ہیں۔ وہ تمام قیاسات سے یقینی ہوتی ہے۔ اور اس کا نتیجہ بھی یقینی ہوتا ہے بین مزاجی نے شاید مرقاۃ منطق نہیں پڑھی۔ کہ استقراء خود یقینی نہیں۔ اور اس کا نتیجہ بھی یقینی نہیں۔ ملاحظہ ہو عہارت حبک مقدس ص۲۷۔

قیاسات کے عجیب اقسام میں سے استقراء کا مرتبہ وہ اعلیٰ شان کا مرتبہ ہے کہ اگر یقینی اور تعجبی مرتبہ سے اس کو انداز کر دیا جائے تو دین و دنیا کا تمام سلسلہ بگڑ جاتا ہے۔ اذالہ اولام طبع اول ص۲۸۔ اور شک نہیں کہ استقراء بھی اولیٰ یقینی میں سے ہے۔ بلکہ جن قدر حقائق کے ثابت کرنے کے لئے استقراء سے مدد ہے اور کسی طریق سے مدد نہیں مل سکتی۔ دسم، ہجھ سیمہ مرفت ص۲۵ میں دلیل اس کو کہتے ہیں کہ دلیل سے مدلول کا پتہ لگائیں۔ جیسے کہ ہم ایک جگہ دہواں دیکھا تو اس سے ہم نے ہلکا پتہ لگایا۔

یہ بھی مزاجی بالکل غلط کہہ رہے ہیں کہ اس کو دلیل لئی نہیں کہتے بلکہ دہوئیں سے ہلکا پتہ چلانا دلیل افی ہے۔ مرقاۃ منطق کی بھی حضرت کو واقفیت نہیں۔ حالانکہ آپ نے علم منطق کو سبقاً سبقاً پڑھا ہے جنما پختہ آئیہ کمالات اسلام و کتاب البریہ وغیرہ میں منطق پڑھنے کا اقرار موجود ہے۔

علم لسفہ: دا، سرمهہ چشم آریہ ص۲۱، احادیثی۔ یہ نقطہ درمیانی ہے جس کو اصطلاحات اہل الکتاب میں نفس نفظ احمد و جبی و محمد مصطفیٰ نام رکھتے ہیں۔ اور فلاسفہ کی اصطلاحات میں عقل اول کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ فلاسفہ کی اصطلاح میں حضرت صلی اللہ علیہ

علیہ وآلہ وسلم کو عقل اول کے نام سے کرتے ہیں۔ حلالکہ یہ بالکل غلط ہے۔ اگر حضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو فلاسفہ تو اولاً نامے بھی نہیں۔ اور اگر یاں بھی میں تو ہماری حضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ حادث بالزاد تھے۔ اور فلاسفہ کے ہاں عقل اول قدیم بالزماں ہے۔

۱۲۔ تجھے گول طوبیہ ص ۱۶۔ علاوه اس کے صاف ظاہر ہے کہ علم طبعی کی رو سے جن کے مسائل مشہود و محسوسہ ہیں یہ ہمیشہ جسم معرض تخلیل و تبدیل میں ہے۔ ہر آن اور ہر سکینڈ میں فرات جسم بدلتے ہتھے ہیں۔ جو اس وقت ہیں وہ ایک منٹ کے بعد نہیں۔

ہر آن اور ہر سکینڈ میں جسم کے ذرات کا تبدل ہو جانا کو نسی علم طبعی کی کتاب میں ہے۔ شاید مزاجی کو بہپیا فلسفی کے نہ ہبے دھوکا لگا ہے۔ اس کا نہ ہب ہے کہ ہر فرد ہر آن میں بدل جاتا ہے۔ یوں کہہ من کے نزدیک زمانہ بھی شخصیات میں داخل ہے لیکن اس کا یہ نہ ہب ہرگز نہیں کہ جسم کے اجزاء ذرات بدلتے رہتے ہیں۔ بلکہ زمانہ چوکٹ شخص میں داخل ہے۔ اس لئے زمانہ کے بدلتے سے شخص بھی بدل جاوے گا۔ مردم شاری: مرزا صاحب کے معلومات مسلمانوں کی تعداد کے متفرق بھی بچیب غرب بلکہ مفعکہ خیر ہیں مثلاً ضمیمہ پشمہ معرفت مذ ۹ پیغام صلح ص ۳۴ و آئینہ کمالات اسلام ص ۷۵ مطبع المہری میں مسلمانوں کو میں کروڑ لکھا ہے۔ اور نور القرآن اول حاشیہ ص ۷ میں سلم مردم شاری کی تعداد چالیس کروڑ لکھتے ہیں۔ اور تجھے گول طوبیہ ص ۷ میں مسلمانوں کو نو تے کروڑ لکھا ہے۔ اور ست بچن ص ۷۷ حاشیہ میں مسلمانوں کو ۷۰ کروڑ لکھا ہے۔ اور مفروظات احمدیہ حصہ اول ص ۱۵۹ میں مسلمانوں کو نو تے کروڑ تسلیم کیا ہے۔ ان پانچوں افواں میں سے معلوم نہیں کہ کونسا قل مزاجی کے ہاں درست ہوگا۔ اور کونا غلط۔ کوئی ناسخ کوئی منسوخ ہوگا۔ اسی طرح سکھوں کی تعداد مزاجی نے پیغام صلح ص ۲۰ ملا کر کی ہے۔ اور ست بچن ص ۱۴۱ و ص ۷ میں ستر لاکھ لکھا ہے۔ اور عیاٹیوں کی تعداد مزاجی کے ہاں ایام الصلح ص ۱۲۸ و آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۵ و نصرۃ الحق ص ۷۷ میں چالیس کروڑ ہے۔ اور داعیہ البلا رصہا میں عیاٹیوں کو پس کروڑ تسلیم کیا ہے۔ اب معلوم نہیں کہ کونسا صحیح ہے۔ کوئی غلط ہے؟ راجح ازینگ

ضرری گزارش: جن حضرت کی بیانات میں اس پچھے کے ساتھ قبیل ازین ختم ہو چکی ہے۔ وہ مراہ کرم خپڑہ بذریعہ نبی اور مدارسال فرمائی بعض حضرات وی۔ پی و پس کو دیتے ہیں جس سے ذقر کو نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔ لہذا بن صاحبان کا ارادہ آئینہ رسالہ جاڑی کھینچنے کا ہے۔ وہ بذریعہ خط مطیع درایں جن حضرت کی خدمت میں بطور نعمۃ حاضر ہو رہا ہے جو کرم و حضرت اپنے عنیدیہ سے مطلع فرمائیں۔ (غلام حسین مجید)

امتحان دارالعلوم عززية

واداری علوم غزیریہ اپنی بہترین قومی دلیلی خدمات کے پیش نظر متحفظ تھا فرنگی نہیں۔ سبز من بنیخاں کے
یہاں نہ ازفقیہ لیٹال علیٰ مرکز اسلام کی بیش بسا گرانقد خدمات انجام فرمے رہا ہے۔ ۵ و ۶ گست
۱۹۷۳ء میں دارالعلوم کا نہ ہائی امتحان منعقد ہوا۔ امتحان کے تمام فرائض کی انجام دہی کے لئے حضرت مولانا
محمد حسیف صاحب شمارہ نشین کوٹ مومن کو دعوت گئی۔ صاحب مدح نے از راوی کرم موسوٰ گرامیں سفر
کی رحلت گورا انواری اور نہایت محنت سے تمام طلباء کا تقریری و تحریری امتحان لیا۔ صاحب مدح
ایک بے دوست مخلص اور علوم عقلیہ نقیبیہ میں خاص قابلیت کے ماںک ہیں۔ دو روز امتحان میں صرف
ہوتے امتحان کا نتیجہ قابل فرمادا۔ سوائے ایک طالب علم کے جملہ طلباء امتحان میں کامیاب ہے کامیاب
طلباء کو تمہیم صاحب کی طرف سے تبلیغی کتابیں انعام میں تقسیم کی گئیں۔ حضرت متحفظ صاحب نے امتحان کے
بعد جو یائے قائم کی رس کو بچینے درج ذیل کیا جاتا ہے۔
(محاذن مدیر)

مودودیہ - ۶ اگست ۱۹۳۴ء کو میں نے دارالعلوم عزیزیہ
واقع جامع مسجد بھیرہ کا امتحان کے لئے معاشرہ کیا۔ مجموعی تعداد
طلباً نیم ۵۰ تھا۔ مدرسین کی تعداد پانچ تھی۔ جن میں سے ایک حافظ
مدارس قرآن ہیں۔ اور چار نامی علماء تدریس کے اہم فرائض پر
اممود ہیں۔ مولانا عبد الحمید صاحب۔ مولانا فتح محمد صاحب۔ مولانا علامہ
رحمت اللہ اقدس بہاولپوری مدرس و معاون مدیر۔ مولانا عطاء محمد صاحب

ان کے علاوہ جماعت مرکزیہ حزب الانصار نے تبلیغی سرگرمی کے لئے مولانا حاجی پیرینیر شاہ صاحب خواشابی وجہاب مولانا محمد عبد الرحمن صاحب میانوی مقرر کیا ہے اور جماعت حضرت مولانا الحاج ظہور احمد صاحب بیگوی بذاتہ شب روز استی تبلیغی جوش میں ہنگامہ ہیں حضرت مددح کی تبلیغی سرگرمی تھی حسن اخلاق اخلاص۔ ایثار اور فربانی کو دیکھ کر قروں اولیٰ کی یاد تازہ ہو جائے ہے عمل تبلیغ و تدريس بھی علمی فاصلیت جس اخلاق اور اجتماعی حیات کے رفع پر و نظاروں کا خوش کرنے میں ہر ہے جماعت حزب ال نصار کے کارکنوں کیمکر بے اختیار الْحُصَمَ أَجعَلَنَا مِنْهُمْ زِيَانَ دُلَّ كا ورد بن جاتا ہے طلباء بالحوم تقریر و تحریر میں لا ایق ہیں اور ان کو دیکھ کر یکاد نی تھم بخنہ پر نظر جم جاتی ہے۔ مجھے امید واثق ہے کہ علمی درس گاہ دن وگنی اور را پھونکی ترقی کی رفتار سے قبل قریب میں شاندار امتیازی شان حصل کر گئی اور اسیں سرفضلاء مسلمین و مناظرین تیار ہو کر محسم خدمتِ امام کا منظر ہوں گے ہے

عَزِيزٌ عَلَى الْأَعْذَالِ إِذْ هُوَ يَنْهَا مُنْفَعُ الْمُنْفَعِينَ وَإِذْ يَنْهَا مُنْفَعُ الْمُنْفَعِينَ إِذْ هُوَ يَنْهَا مُنْفَعُ الْمُنْفَعِينَ

عَزِيزٌ عَلَى الْأَعْذَالِ إِذْ هُوَ يَنْهَا مُنْفَعُ الْمُنْفَعِينَ وَإِذْ يَنْهَا مُنْفَعُ الْمُنْفَعِينَ إِذْ هُوَ يَنْهَا مُنْفَعُ الْمُنْفَعِينَ

تبليغی کتب میں

تحقیقی تسلیع : یکلہ قطبی شاہ صاحب نویس
کے سربرہ رازوں کا انکشافت فی سینکڑہ پانچوپی
فی نسخہ ... ایک آنہ -
رکھات تراویح بسیں کوت تراویح کا
ثبوت قرآن - حدیث - آثار اجماع امت سے
فی سینکڑہ ایک روپیہ ... دعم
مالہ ایات القرآن : عیسائیوں کے مشہور
حقائق قرآن کا بلطف رو - اس سالہ کے ذریعہ میرزا مولیٰ
کے مخالفت یہی دو روپیتے میں عیسائی لاکھوں کی تعداد میں
حقائق قرآن کو سہار مفت نقشی کرتے ہیں - لہذا ایات
القرآن کی ویسیں شاعت ہنریت ضروری ہے۔ قیمت
فی سینکڑہ سات روپیے - فی نسخہ تین آنہ
سو روائے میرزا - مؤلفہ حاجی حکیم ڈاکٹر
محمد علی صاحب - اس سالہ میں طبی دلائل اور
مرزا صاحب کی تحریرات سے یہ ثابت کیا
گیا ہے کہ میرزا غلام احمد قادریانی نہ بنی تھے نہ
میسح نہ مجدد تھے نہ ولی - بلکہ مرض بالجنو لیا کے
مریض تھے - ان کے کل الہامات اور دعاوی
محض مرض بالجنو لیا کے باعث تھے - یہ سالہ اب
دوبارہ سعد انصاف کے طبع ہوا ہے جسیں فاضل
مولف نے میرزا میوں کی بھض بخوبی کا ذریعہ
نشکن جواب دیا ہے - قیمت ۵

سیف اللہ مسلول - اس کتاب میں مولانا
ابوظبلہ بہرنے مسلک خلافت پر محکمة الارجح کر کے
خلصاء شلاختہ رسول اللہ علیہم السلام اجمعین کی خلافت حقیقت
قرآن مجید کی آیات سے ثابت کی ہے - اس کتاب
میں فیض ہاری اور تحریرہ داری اور آئینہ نویسی کے
توہین بھی شامل کئے گئے ہیں بلکہ صفحاتی مجموعہ فرمائی
شیخہ کا فتویٰ مدبارہ مرحوم جو اذاعات مرحوم جو شایعہ کیا
گیا ہے ...

حکمة میرزا - شمس الاسلام کے دستبر ۱۹۳۴ء
کا ایڈشن جو قادیانی مہربکے نام سے موسوم شواہد
اس میں ہنریت عمدہ مصنوعیں قادیانیوں کے روشنیں
درج ہوئے ہیں - قیمت چار آنہ ۳

تحریر کتب قادیانی : مؤلفہ جناب سید
عیسیٰ صاحب بالک اچار سیاست لاہور - قادیانی کے
عقاید پر تمثیل تصور اور رو - قیمت ایک روپیہ
حرمت تحریرہ داری کے متعلق شیعہ علماء و
مجتہدین کے قنافے - فی سینکڑہ دو روپیہ -

علمی تجوہز کذبۃ چار پانچ سال کے رسائل
شمس الاسلام کے کچھ پیسے موجود ہیں رسائل میں
جلد نایاب سہ جاہیں کے - اور پھر کسی قیمت پر نہ
مل سکیں کے شائینی علائمی قیمت پر دو آنہ نی
پرچہ کے حابے مسلکوں کے ہیں :

پستہ کاونڈہ بھر شمس الاسلام مجیدہ دیپنجاہ

بیل عجی کتابیں

کشف التبلیغین حصہ اول و سوم حصن معم - مؤلف سید ولایت حسین شاہ صاحب دیورن - یہ کتاب شمس الاسلام کے ساتھ طبع ہو چکی ہے۔ اسی چند کا پیار زائد طبع کرانی کئی میں۔ شاگفین جلدی طلب کریں۔ شیعہ کا رسالہ "نور ایمان" کئی دفعہ طبع ہو چکا ہے۔ اس کتاب کے فریجے شیعوں کے نور ایمان یا ظلمت کفر کی حقیقت واضح کی گئی ہے۔ ان کے اعتراضات کے جوابات سنہ بیت تہانت و شیاشنگی سے دیتے گئے ہیں۔ قیمت اٹھ آنے (۴۰)

تماز یا نہ عبرت لرویدا و مقدمات قادانی اس کتاب میں ان فوجداری مقدادات گورنمنپوری صحیح روایات درج ہے جن پر میرے قایمیں دوال مک سرگزراں رکھ رسانت سور و پیر حربا نہ یا حجہ ماہ قید کے سزا مایب ہئے تھے۔ ان واقعیات کی تفصیل درج کتاب ہے جو دورانِ مقدمہ قوع می اترے۔ مرا صاحب کا اجلاس عدالت میں عش کھاگز نا حصہ ملیں ہیں پر کھڑا رہیں۔ پیاس سے جان بلب ہر یا پانی مائنسا اور یا نہ ملنا وغیرہ وغیرہ حالات قابل بیان میڑا صاحب اور ان کے اکیں عدالت ہولوی نہ رابین عین کوئی تعلقی بیانیں دو غ بیانیں۔ بتوت اور خلافت کی تلحی کوئی کیلئے کافی میں۔

آنہ صد اعیت : موکفہ شیر سلام مولانا ابوالفضل دیر۔ اس کتاب میں بہشتیہ کی حقیقت کامل طور پر کی گئی ہے شیعوں کے جملہ مطاعن شیعوں کی فقہ کی گھنائے مسائل شیعوں اصول فرع۔ الہنت کی صدقۃ پر قرآن، حدیث اقوال المحدثین سادات رکبت شیعہ کے حوالہ سے پروردست دلائل بان کئے گئے میں اس کتاب کی موجودگی شیعہ کے مقابلہ میں نبودست جہہ کا کام نہیں ہے مجتہدین شیعہ کسی جواب سے باجز آ چکے ہیں شیعہ کے جملہ اعتراضات کے دنیان شکن جواب نہیں پہنچے ہیں۔ قیمت تین روپے۔

برق آسمانی رخ من قادیانی یہ وہ کتاب ہے جسیں کا انتظار کریں کرتے تھے لقین تحکم گئے تھے الحمد للہ کہ زیور طبع سے آ راستہ ہو کو اس کا اول حصہ شائین کے ہاتھوں اسی چارم ہجہ مولانا ہمہ احمد صاحب گیوں کی پیر کر کے آلا تصنیف فرمائیں کا ناطقہ نہ کردی۔ شائین بہت جلد طلبی نہیں۔ ورنہ ایڈشن ثانی کا انتظار کرنا ٹھیک قیمت لائک برا بر صرف ۲۰ تک کرہ مشايخ بخواہی پنجاب کے مشتہ ہو تحریف علی خاندان کے تاریخی مستند حوالات حضرت مولانا محمد نعیم الدین صبا شمیم حمۃ اللہ علیہ کے سونے حیرا مطاعن کریکے خوشہ خضرات اس رکہ کو قیمت بہت ملتے ہیں کتابت و طباعت دیدہ زیب۔ مائیں پیش کریں قیمت صرف ایک روپیہ رخہ

ملے کا : دیکھ شامس الاسلام بھیڑا (بیشیاب)

بائیت امام طہور گیری ایڈیٹ پر طبیعت پیشہ نہیں اور کیکر کریں پریس گروہ سے چھکر دفتر تمدنیں اسلام کھصرہ (چیاں) شائع ہوا۔